فصل اول فضائل ذکر کے بیان مین واضح رہے کہ بہترین حسنات و افضل ترین
عبادات اللہ کا ذکر ہے قال اللہ تعالیٰ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر ؕ
فرمایا اللہ تعالیٰ نے تحقیق نماز باز رکھتی ہے بیحیائیون اور برائیون سے اور اللہ کا ذکر بہت
بڑا ہے آیۂ مذکورہ مین الظاہر نماز پر ذکر کی فضیلت مذکور ہے مگر باریک بین نگاہون پر مخفی
نہین کہ تمام عبادتون پر فضیلت ذکر آیۂ کریمہ سے ثابت ہے اس طور پر کہ جب ذکر نماز سے
بھی بڑا ٹھہرا یا موجب فضل نماز بھی ذکر قرار پایا اور نماز دوسری عبادتون سے افضل ہے
پس ذکر بدرجۂ اولےٰ تمام عبادتون سے افضل ہے جیساکہ حدیث مین وارد ہوا الصلوٰۃ
خیر موضوع نماز تمام مشروع امور سے خیر ہے پس بحسب شکل اول منطقی جو بدیہی الانتاج ہے
نتیجہ نکلا کہ نماز تمام عبادتون سے افضل ہے اس لیے کہ ذکر بہتر ہے نماز سے اور نماز بہتر ہے
تمام عبادات سے پس ذکر بہتر ہے تمام عبادات سے اور یہی مقصود ہے عن ابی الدرداء
قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم بخیر اعمالکم وازکاھا عند ملیککم وارفعھا
فی درجاتکم وخیر لکم من انفاق الذھب والورق وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقھم
ویضربوا اعناقکم قالوا بلیٰ قال ذکر اللہ (رواہ الترمذی وابن ماجۃ واحمد)
ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
کیا مین تمکو وہ عمل نہ بتادون جو اللہ تعالےٰ کے حضور مین تمھارے تمام اعمال سے
خیر اور پاکیزہ تر ہو اور تمھارے درجے زیادہ بلند کردے اور چاندی سونے کے خرچ
کرنے سے بھی زیادہ اچھا ہو اور اس امر سے بھی بہتر ہو کہ تم کافرون سے لڑو اور
انکی گردنین مارو اور وہ تمھاری گردنین مارین کہا حاضرین نے ہان (یا رسول اللہ
بتادیجیے) فرمایا اللہ کا ذکر یعنے ذکر اللہ جہاد اور خیرات وغیرہ تمام نیکیون سے

افضل ہے وعن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ما صدقۃ افضل من ذکر اللّٰہ
(رواہ الطبرانی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم نے کوئی صدقہ اللہ کے ذکر سے افضل نہیں ہے وعن عبداللّٰہ بن بسر قال
قال رجل یارسول اللّٰہ ان شرائع الاسلام قد کثرت علینا فانبئنی بشیئ
اتشبث بہ قال لایزال لسانک رطبا من ذکر اللّٰہ رواہ الترمذی
عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
عرض کی یارسول اللہ شرائع اور طرق اسلام کے تو مجھپر بہت ہوگئے آپ کوئی ایسی
چیز بتادین کہ مین اُسے مضبوط پکڑ لون فرمایا ہمیشہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے
وعن معاذ بن جبل قال اٰخر کلام فارقت علیہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان قلت ای
الاعمال احب الی اللّٰہ قال ان تموت ولسانک رطب من ذکر اللّٰہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ کہا وہ پچھلی بات جسپر مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جدا کیا
(یعنی پھر مشرف بہم کلامی نہین ہوا) یہ تھی کہ مین نے عرض کیا اللہ کے حضور مین کونسا
عمل زیادہ تر محبوب ہے فرمایا یہ کہ تو مرے اور زبان تیری اللہ کے ذکر سے تر ہو (یعنی
خاتمہ تیرا اللہ کی یاد پر ہو) وعن ابی سعید ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سُئل ای العباد افضل
وارفع درجۃ عند اللّٰہ یوم القیٰمۃ قال الذاکرون اللّٰہ کثیرا والذاکرات قیل یارسول اللّٰہ و
من الغازی فی سبیل اللّٰہ قال لو ضرب بسیفہ فی الکفار والمشرکین حتی ینکسر ویختضب
دما فان الذاکر للّٰہ افضل منہ درجۃ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضور سے سوال کیا گیا کون بندہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور مین بلند مرتبے
والا ہے فرمایا زیادہ یاد کرنے والے اللہ کے اور زیادہ ذکر کرنے والیان عرض کیا گیا

ذکیا یہ ذاکر غازی سے بھی افضل ہے جو اسکی راہ مین لڑے فرمایا اگرچہ اپنی تلوار کفار
ومشرکین مین یہانتک مارے کہ ٹوٹ جائے اور خون مین رنگین ہوجائے تو بھی اللہ کا
ذکر کرنے والا اُس سے افضل ہے مدارج مین وعن عبد اللہ بن بسر قال جاء اعرابی الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال ای الناس خیر فقال طوبی لمن طال عمرہ وحسن عملہ وقال یا رسول اللہ ای
الاعمال افضل قال ان تفارق الدنیا ولسانك رطب من ذکر اللہ (رواہ احمد والترمذی)
عبد اللہ بن بسر روایت ہے کہا اُنھون نے کہ آیا ایک اعرابی پاس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اور عرض کیا کون سا آدمی بہتر ہے فرمایا بشارت ہو اُسے جسکی عمر زیادہ
ہوئے اور اُسکے اعمال اچھے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ کون کام بہتر ہے فرمایا
یہ کہ دُنیا کو چھوڑے اور تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو وعن معاذ بن جبل ما عمل العبد انجی لہ
من ذکر اللہ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا اُنھون نے نہین عمل کیا بندے
نے عذاب الٰہی سے زیادہ نجات دلانے والا اللہ کے ذکر سے وعن ابی موسی الاشعری
لوان رجلا فی حجرہ دراهم یقسمها واخر یذکر اللہ کان الذاکر للہ افضل
(رواہ الطبرانی) ابو موسے اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اگر ایک آدمی ہو
کہ اُسکے گود مین درہم ہون جنکو وہ خیرات کررہا ہو اور دوسرا آدمی اللہ کا ذکر کرتا ہو
تو اللہ کا ذکر کرنے والا افضل ہوگا وروی الحاکم ان خیار عباد اللہ الذین یراعون
الشمس والقمر والنجوم والاظلة لذکر اللہ حاکم نے روایت کی ہے کہ تحقیق اللہ کے
بندون مین بہتر وہ ہین جو چاند اور سورج اور تارون اور سایون کی رعایت اللہ کے
ذکر کے لیے کرتے ہین (یعنی رات دن کے وقتون کا شمار اور لحاظ رکھتے ہین کہ اللہ
کے ذکر سے خالی نہو جائین یا اُنکے معینہ وظائف قضا نہون **ف** بیشک ایسے

حضرات جو ایک ایک آن کا حساب رکھتے ہیں اور اللہ کے ذکر سے خالی نہ جانے دیں وہی ذاکر ہیں جیسے تعلیم حضرات صوفیہ رضی اللہ عنہم اذکار و اشغال میں مشغول و محو ہو گئے ہیں) وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لان اقعد مع قوم یذکرون اللہ تعالیٰ من صلوۃ الغداۃ حتی تطلع الشمس احب الی من ان اعتق اربعۃ من ولد اسمٰعیل ولان اقعد مع قوم یذکرون اللہ تعالیٰ من صلوۃ العصر الی ان تغرب الشمس احب الی من ان اعتق اربعۃ (رواہ ابوداؤد) اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر میں اس قوم کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ تعالے کا ذکر صبح کی نماز سے آفتاب نکلنے تک کیا کرتے ہیں تو میرے نزدیک اس امر سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ چار آدمی آزاد کروں اور وہ اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے ہوں اور اگر میں ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ تعالے کا ذکر نماز عصر سے آفتاب ڈوبنے تک کیا کرتے ہیں تو مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں چار غلام آزاد کروں ۔ اقوال سلف صالحین حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے ذاکرین پر بوقت ذکر و تلاوت قرآن کے تجلی فرماتا ہے ۔ اور حضرت محمد بن الحنفیہ سے منقول ہے کہ فرشتے ذکر سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں جس طرح بجلی چمکنے سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں یعنی ذکر الٰہی سے ایسے انوار غالبہ و تجلیات قویہ ظاہر ہوتے ہیں کہ فرشتوں کو چکا چوند لگ جاتی ہے جیسے آدمی بجلی کے چمکنے سے آنکھیں بند کر لیتا ہے اور اس نور غالب کے دیکھنے کی تاب نہیں لاتا اور امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی قوم ذکر الٰہی کے لیے نہیں بیٹھتی اس حال میں کہ ایک بھی انھیں کا جنتی ہو مگر اللہ تعالے نے اُسے ساری جماعت کے لیے

شفیع بنا دیتا ہے اور سبکو اسکی برکت سے بخشدیتا ہے جیسا کہ حدیث مین وارد ہوا
ھم قوم لا یشقی جلیسھم اللہ کی یاد کرنے والے وہ لوگ ہین جنکا ہم نشین محروم
نہین رہتا ہے ع بد ان را بہ نیکان ببخشد کریم ۔ اہل تصوف نے فرمایا ہے للذکر
بدایۃ وھی توجہ صادق ولہ توسط وھو نور طارق ولہ نھایۃ وھی حال خارق ولہ اصل وھو
الصفا ولہ فرع وھو الوفا ولہ شرط وھو الحضور ولہ بساط وھو العمل الصالح ولہ خاصۃ وھی الفتح المبین
یعنی ذکر کے لیے ابتدا ہے اور وہ توجہ صادق ہے کہ ذاکر بصدق نیت و توجہ خالص اللہ کو
یاد کرے اور وسط ہے اور وہ نور طارق ہے یعنی درمیان کی حالت مین انوار اُسپر
طاری ہوتے ہین طارق رات مین آنے والا یعنی رات کو جو وقت نزول
رحمت و توجہ خاص حضرت حق ہے اُسپر انوار طاری ہوتے ہین ۔ اور ذکر کے لیے
انتہا ہے اور وہ حالت ہی جو عقل کو حیران کر دے کرامات کے ظہور اور برکات
کے وفور اور اسرار کے انکشاف سے جو نور ہے بالاے نور اور ذکر کے لیے اصل ہے
اور وہ صفاے قلب و تذکیۂ روح ہے و انکشاف تام و معرفت و فتوح ۔ اور ذکر کے
لیے فرع ہے اور وہ وفا ہے یعنی ثمرہ اُسکا یہ ہے کہ بندہ وفادار عابد فرمان پذیر بجا لائے
یا اللہ تعالے اپنے وہ انعامات اُسپر پورے کرے جنکا اُسنے خاص بندون کو امیدوار
کیا ہے ۔ اور ذکر کرنے کی شرط ہے اور حضور ہے یعنی یاد مین ایسا محو ہو کہ سہو بھول
جائے تمام افعال و سکنات حوادث لیل و نہار کسی پر اُسے توجہ نہو جیسا کہ فرمایا
لا تلھیھم بیع ولا تجارۃ عن ذکر اللہ نہ بیع نہ تجارت نہ کوئی شغل انکو اللہ کے ذکر سے غافل
کر نہین سکتا حضور دائم و حال قائم شرط ہے جیسا کہ بعض بزرگون سے منقول ہے کہ ہمنے
کسی شے کو نہین دیکھا مگر اللہ کو اُس سے پہلے اور اُسکے بعد دیکھا ۔ اور ذکر کے لیے

مجھونا ہے اور وہ اعمال صالحہ ہین یعنے جس طرح بدون بساط قیام نازیبا ہے ذکر بدون اعمال صالحہ نہ قرار پاتا ہے نہ فائدہ دیتا ہے اور ذکر کے لیے خاصہ ہے اور وہ فتح ہین ہے یعنی تمام کام ذاکر کے دینی ہون یا دنیاوی درست ہوجاتے ہین دشمن نفس وشیطان مطیع ومنقاد ہوجاتا ہے یہ اعلیٰ مدارج ولایت وتقرب وقبول ہے۔ حضرت ابوسعید خراز رحمہ نے فرمایا اذا اراد اللہ ان یوالی عبدًا فتح لہ باب الذکر فاذا استلذ بالذکر فتح علیہ باب القرب ثم رفعہ الی مجلس الانس ثم اجلسہ علی کرسی التوحید ثم رفع عنہ الحجب وادخلہ دار الفردانیۃ وکشف عنہ الجلال والعظمۃ فاذا نظر الجلال والعظمۃ بقی بلا ہو فحینئذٍ فانیًا بریئًا عن دعاوی نفسہ محفوظًا للہ تعالیٰ جب اللہ تعالے چاہتا ہے کہ اپنے کسی بندے سے دوستی کرے اُسپر دروازہ ذکر کا کھولدیتا ہے یعنی توفیق کثرت ذکر عطا ہوتی ہے پھر جب بندے نے ذکر سے لذت پائی اُسپر دروازہ قرب کا کھولدیا جاتا ہے پھر اُسے مجلس انس کی طرف بلند کرتا ہے یعنی اللہ تعالے جل جلالہ سے انس وتعلق اُسے پیدا ہوجاتا ہے اور اُسکے غیر سے وحشت بڑھتی ہے پھر اُسے توحید کی کرسی پر بٹھلاتا ہے یعنی سچا موحد ہوجاتا ہے جمیع اقسام شرک خفی وجلی سے دور کردیتا ہے یا جس طرح اُسکی ذات پاک بیمثل ویکتا ہے یہ بندہ بھی قرب وحضور وفضائل وکرامات مین بیمثل ویگانۂ عصر بنجاتا ہی اور حجاب اُٹھا دیے جاتے ہین عظمت لاہوت وجلال جبروت وفنائے عبودیت واسرار معرفت کھل جاتے ہین اور حق سبحانہ تعالے اُسے حضرت فردانیت مین داخل کرلیتا ہی یعنی محرم راز فردانیت بنجاتا ہی اور آنکھون سے دیکھ لیتا ہی کہ لا الٰہ الا اللہ ھو الاول والاخر والظاہر والباطن۔ اللہ نور السمٰوات والارض ؎

چو خورشید عظمت علم بر کشد ÷ جہان سر بجیب عدم در کشد + یا یہ ذاکر خود متفرد

ویگانہ عسر پنہچاتا ہے اور اُس پر جلال و عظمت کھل جاتے ہین تو جب بندہ اللہ کے
جلال و عظمت پر نظر ڈالتا ہی اپنے وجود اور خودی سے خالی ہوکر باقی بقائے آلہی
رہ جاتا ہی اور یہ وجود فانی فانی ہوجاتا ہے اور اپنے وعادی نفس سے بری ہوجاتا ہی
اُسکے تمام افعال حرکات وسکنات ارادات اللہ کے لیے محفوظ ہوجاتے ہین جیسا کہ
حضرت موسی کے حق مین فرمایا واصطنعتك لنفسی ہمنے تمکو اپنے ہی لیے بنایا ہی اور
بعض صوفیہ کا ارشاد ہی الذکر تریاق المذنبین وانس المنقطعین وکنز المتوکلین
وغذاء الموقنین وحلیۃ الواصلین ونور العارفین وبساط المقربین وشراب المحبین ذکر تریاق ہے
گناہگارون کے لیے کہ گناہونکا زہر دور ہوجاتا ہے اور اُنس ہی اُنکے لیے جو دنیا سے
قطع کیے ہوئے ہین اور توکل کرنے والونکا خزانہ ہے اور یقین والون کی غذا ہے
اور اللہ سے ملے ہوون کا زیور ہے اور عارفون کے لیے نور ہی جسکی چمک مین اسرار
وجمال آلہی نظر آتا ہے اور مقربان بارگاہ کا بچھونا ہے اور اللہ کے دوستونکے لیے شراب ہے
جو اُنکے عشق و ذوق کو بڑھاوے۔ عطا رحمہ اللہ سے منقول ہے من جلس مجلسا یذکر اللہ
فیہ کفر اللہ عنہ عشرۃ مجالس من مجالس السوء جو کسی مجلس مین بیٹھے کہ اُسمین اللہ کا ذکر کرے اللہ تعالے
اُس سے دس بری مجلسون کا گناہ اُتار دیتا ہے۔ اور سید ابو علی الدقاق فرماتے ہین
الذکر منشور الولایۃ فمن وفق للذکر فقد اعطی منشور الولایۃ ومن سلب الذکر فقد عزل ذکر پروانہ
ولایت ہی توجسے ذکر کی توفیق دی گئی فرمان ولایت کا ملگیا اور جس سے ذکر کی رغبت
لے لی گئی معزول ہوگیا **ف** حدیث مین بھی اسکی تصدیق ہے من احب شیئا
اکثر ذکرہ جو کسی شے کو محبوب رکھتا ہے اُسکا ذکر اکثر کیا کرتا ہی۔ اور فرمایا امام قشیری نے
لا یصل احد الی اللہ الا بدوام الذکر کوئی اللہ تک نہین پہونچتا مگر ہمیشہ ذکر کرنے سے اور

دوسری جگہ فرمایا الذکر عنوان الولایۃ ومنار الوصلۃ وتحقیق الارادۃ وعلامۃ صحۃ البدایۃ
ودلالۃ صفاء النھایۃ ذکر عنوان ولایت ہو اور نشان وصال ہے اور ارادے کا
محقق کرتا ہے اور سلوک مین صحت ابتدا کی علامت ہو اور انتہا کی صفا کی دلیل ہے
علامۂ فخر الدین رازی رسالۂ روح البیان مین لکھتے ہین اگر دو آدمی چلین ایک پورب
سے پچھان کیطرف اور مال راہ خدا مین خرچ کرتا ہو اور دوسرا پچھان سے پورب جائے
اور برابر جہاد وقتال کرتا ہو تو بھی اللہ کا ذکر کرنے والا ان دونون سے افضل ہوگا اجر و
ثواب مین - بالجملہ آیۂ کریمہ و احادیث نبویہ و اقوال صلحا سے معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی تمام
حسنات وعبادات سے بہتر ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف مین جابجا ذکر
کرنیکے لیے ارشاد فرماتا ہے اور غفلت پر انواع عذاب سے ڈراتا ہے فاذکرونی اذکرکم
تم مجھے یاد کرو مین تمھین یاد کرون اور فرمایا فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا
پس اللہ کو یاد کرو جس طرح اپنے باپ دادا کا ذکر بعد فراغ حج کیا کرتے ہو بلکہ اُس سے
کہین زیادہ فرمایا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون اللہ کو یاد کرو تاکہ فلاح پاؤ ف
معلوم ہوا کہ ذکر وسیلہ ہے نجات کا اور کامیابی کا جیساکہ کلمۂ فلاح سے ظاہر ہے فرمایا
یاایھا الذین اٰمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا و سبحوہ بکرۃ و اصیلا اے ایمان
والو اللہ کو یاد کرو بہت یاد کرنا اور اُسکی تسبیح کرو صبح شام - حضرت عبداللہ بن عباس
فرماتے ہین کہ نہین فرض کی اللہ تعالےٰ نے کوئی عبادت اپنے بندون پر مگر یہ کہ
اُسکے لیے حد معین کردی ہے اور عذر کی حالت مین معذور فرمایا ہو بخلاف
ذکر کے کہ نہ اُسکے واسطے حد معین ہے نہ کوئی اُس سے معذور سوائے دیوانے
کے اور حکم کیا ذکر کا ہر حال مین جیساکہ فرمایا فاذکروا اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبکم

نیں اللہ کو یاد کرا ٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے اور فرمایا واذکروا اللہ کثیرا یاد کرو اللہ
کو بہت رات میں دن میں خشکی میں تری میں صحت میں مرض میں اور چھپے کھلے۔
جیسا کہ حضور نے معاذ سے فرمایا واذکر اللہ عند کل شجر وحجر اللہ کو ہر درخت اور
پتھر کے پاس یاد کیا کر یعنی ہر جگہ اور ہر آن اور ہر حال میں۔ اور مجاہد رضی اللہ عنہ
سے منقول ہے کہ ذکر کثیر یہ ہے کہ خدا کو کسی وقت نہ بھولے ایسا ہی معالم میں ہے
اور ارشاد باری تعالے واذکروا اللہ بکرۃ واصیلا یاد کرو اللہ کو صبح شام اور سبح
بحمد ربک بالعشی والابکار اپنے رب کی حمد کی تسبیح رات دن کیا کر ان تمام وجوہ سے
سمجھا گیا کہ اگرچہ ہر وقت ذکر اللہ کرنا چاہیے مگر صبح شام لازم تر ہے اسی وجہ سے
حضرات شاذلیہ قدس اسرارہم نے صبح وشام حلقۂ ذکر معین فرمایا ہے دوسرے
اوراد ووظائف پر اسے مقدم سمجھا ہے پس جو لوگ جہل وضلالت سے ان حلقوں پر
طعن کرتے ہیں جو احادیث صحیحہ سے ثابت اور مشائخ کبار کے معمول ہیں یہ سراسر نازیبا ہے

فصل دوم بیان فوائد ذکر میں واضح رہے کہ فوائد وتاثیرات ذکر قرآن واحادیث
میں جابجا مذکور ہیں سب کا جمع کر لینا دشوار مگر بعض بعض انمین سے لکھے جاتے ہیں **فائدہ**
اولے صفائے قلب کا حاصل ہونا حدیث میں وارد ہوا لکل شئی صقالۃ وصقالۃ
القلب ذکر اللہ ہر شے کے لیے صیقل ہے اور دل کا صیقل اللہ کا ذکر ہے **فائدہ ثانیہ**
دفع غموم وکفایت ہموم غم دور ہوں اور مشکلیں آسان حدیث قدسی میں ہے عبدی
اذکرنی ساعۃ بالغداۃ وساعۃ بالعشی اکفیک ما بینہما میرے بندے مجھے یاد کر تار ہ تھوڑی
دیر صبح کو اور تھوڑی دیر شام کو میں صبح شام کے درمیان کے وقتوں میں تجھے بس
ہوں یعنے تیرا معین وکارساز رہونگا ایسا ہی بدور الساطعہ میں ہے من شغلہ ذکری

عن مسألتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین یعنے جسے میرے ذکر نے ایسا مشغول
کر دیا کہ مجھسے بھی اپنا سوال نہ کر سکے تو مین اُسے بہتر اُن چیزونکا دیتا ہون جو مانگنے
والون کو دیتا ہون ایما عبد اطلعت علی قلبہ فرایت الغالب علیہ التمسک بذکری تولیت سیئاتہ
وکنت جلیسہ و انیسہ یعنے مین جس بندے کے دل کو جھانکتا ہون اور دیکھتا ہون کہ
کہ میرا ذکر اُسپر غالب ہی اور ہر دم وہ میری یاد سے تمسک کرتا ہی تو مین خود اُسکے
انتظامات کا متولی ہوجاتا ہون کہ اُسکے کام سر سبز رہین اور مین خود اُسکا ہمنشین
و ہمدم بنجاتا ہون یہ طہارت قلوب مین سے **فائدۂ ثالثہ** خدا ذاکر کو یاد فرماتا ہے
فرمایا فاذکرونی اذکرکم مجھے یاد کرو مین یاد کرونگا تمکو اور حدیث قدسی مین ہے
فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہ اگر
بندہ مجھے اگر اپنے جی مین یاد کرتا ہے مین بھی اُسے مخفی یاد کرتا ہون اور اگر بندہ مجمع
مین مجھے یاد کرتا ہے تو مین بھی اُسے مجمع مین (فرشتون کے) یاد کرتا ہون جو اُسسے
اچھے ہین یحییٰ بن معاذ فرماتے ہین اے جاہل اے غافل اگر سنتا تو آواز قلم کی
جب وہ لوح محفوظ پر چلتا ہے تیرے ذکر کے ساتھ تو تو شادی مرگ ہوجاتا **فائدہ رابعہ**
طمانیت کا حاصل ہونا فرمایا الا بذکر اللہ تطمئن القلوب جان لے کہ اللہ کے ذکر سے
دل مطمئن ہوجاتے ہین اور یہ وہ مقام ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ التحیۃ والتسلیم
باوجود مقام رسالت و خصوصیت خلت کے اُسکے خواستگار ہوئے عرض کی
ولکن لیطمئن قلبی تاکہ میرا دل تیری قدرت کاملہ پر مطمئن ہوجائے جو شخص مقام طمانیت
پر پہونچتا ہے صاحب نفس مطمئنہ ہوجاتا ہے اور وساوس شیطانی اور ہواجس نفسانی
سے محفوظ رہتا ہے فرمایا یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ

اے نفس مطمئنہ رجوع کر اپنے رب کی طرف خوش اور پسندیدہ اور اطمینان تب ہی حاصل ہوتا ہے کہ مدارج علم ویقین قوی اور کامل ہون اور یہ کمال مشاہدے پر موقوف ہے پس گویا آیۂ کریمہ مین وعدہ فرمایا گیا ہے کہ جگر سوختگان شوق بفحوائے من احبّ شیئًا اکثر ذکرہ جو کسی شئے کو دوست رکھتا ہے اسکا ذکر زیادہ کیا کرتا ہے اسی عالم مین شربت دیدار سے سیراب کیے جاتے ہین چنانچہ امام المجتہدین سراج المسلمین حضرات امام اعظم اور حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے حالات مین لکھا ہے کہ یہ حضرات عالم رویا مین دولت دیدار خداوندی سے مشرف ہوئے **فائدہ خامسہ** قرب حضرت حق و مجالست آلہی چنانچہ حدیث قدسی مین آیا انا جلیس من ذکرنی مین اسکا ہمنشین ہون جو میرا ذکر کرے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان اللہ تعالیٰ یقول انا مع عبدی اذا ذکرنی وتحرکت بی شفتاہ مین اپنے بندے کے ساتھ ہون جبتک مجھے یاد کرتا رہے اور میرے نام سے اسکے لب متحرک رہین **فائدہ سادسہ** نزول سکینہ و رحمت و غشیان ملائکہ حدیث مین وارد ہوا ما جلس قوم یذکرون اللہ الا حفتہم الملٰئکۃ وغشیتہم الرحمۃ ونزلت علیہم السکینۃ کوئی قوم اللہ کے ذکر کے لیے نہین بیٹھتی مگر اُسے فرشتے گھیر لیتے ہین اور رحمت ڈھانک لیتی ہے اور سکینہ اُسپر اترتا ہے **فائدہ سابعہ** مقام محبوبیت آلہی کا حاصل ہونا حدیث مین آیا من اکثر ذکر اللہ احبہ اللہ جو اللہ کا ذکر بہت کرتا ہے اللہ اُسے محبوب بنا لیتا ہے ما زال العبد یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببتہ بندہ ہمیشہ میری طرف عبادات نافلہ سے تقرب حاصل کیا کرتا ہے یہانتک کہ مین اُسے محبوب بنا لیتا ہون۔ طہارت القلوب مین توراۃ سے منقول ہے یقول اللہ تعالیٰ اذا کان الغالب علی عبدی الاشتغال

فی جعلت نعیمہ ولذتہ فی ذکری احبنی واحببتہ ورفعت الحجاب بینی وبینہ لایسہو اذا سہی الناس اولئک کلامہم کلام الانبیاء اولئک الذین اذا اردت باھل الارض عقوبۃ ذکرتہم فصرفت عنہم اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جب بندے کا شغل میری ذات مین زیادہ ہوجاتا ہے مین اُسکی لذت اور نعمت اپنے ذکر مین بنا دیتا ہون وہ مجھے دوست رکھتا ہے مین اُسے دوست رکھتا ہون اور میرے اُسکے درمیان مین سے پردے اُٹھا دیے جاتے ہین وہ اللہ کو اُن حالون مین بھی نہین بھولتا ہے جبکہ دوسرے آدمی بھول جاتے ہین یہی لوگ ہین جنکی باتین پیغمبرونکی سی ہین یہی لوگ ہین کہ جب مین زمین والون پر عذاب بھیجنا چاہتا ہون (اُنکی سرکشی اور معصیت سے) تو اُنکو یاد کرتا ہون اور عذاب آدمیون سے پھیر دیتا ہون (یعنی اُنکی برکت سے اُنکے طفیل سے عذاب دور کردیتا ہون) **فائدۂ ثامنہ** حاصل ہونا نجات کا قرآن مین ہے اذکروا اللہ ذکرا کثیرا لعلکم تفلحون اللہ کا ذکر بہت کیا کرو تاکہ تم نجات و فلاح پاؤ **فائدۂ تاسعہ** اجر عظیم کا حاصل ہونا فرمایا الذاکرین واللہ کثیرا والذاکرات اعد اللہ لہم مغفرۃ واجرا عظیما ذکر کرنے والے مرد اور عورتین اللہ نے اُنکے لیے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھے ہین **تنبیہ** اگر ذاکر کو بدایت حال مین ثمرات و برکات ذکر محسوس نہون تو چاہیے کہ بحکم آیت لاییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون اللہ کی رحمت سے مایوس نہین ہوتی مگر قوم کافر رحمت خداوندی سے مایوس نہو اور سعی و مجاہدہ سے تقصیر نہ کرے کیونکہ ظہور نتائج مذکورہ اخلاص و مداومت پر موقوف ہے لہذا سیدی ابن عطاء اللہ اسکندری لطائف الحکم مین تحریر فرماتے ہین لا تترک الذکر لعدم حضورک مع اللہ فیہ لان غفلتک عن وجود ذکرہ اشد من غفلتک فی وجود ذکرہ فعسے

ان یرفعک من ذکر مع وجود غفلۃ الی ذکر مع وجود یقظۃ ومنہ الی ذکر مع وجود حضور ومن ذکر مع وجود حضور الی ذکر مع وجود غیبۃ عما سوی المذکور وما ذلک علی اللہ بعزیز۔ نہ چھوڑ ذکر اس لیے کہ تجھے اللہ کا حضور میسر نہیں آتا حالت ذکر میں اس لیے کہ تیری غفلت اسکے ذکر کے وجود سے سخت زیادہ ہے اس سے کہ اسکے ذکر میں تجھے غفلت ہو (یعنی لہٰذا ذکر سے غفلت اسقدر سخت نہیں ہے جیسا کہ نفس ذکر سے غفلت) امید ہے کہ باوجود اس غفلت کے تجھے ایک ذکر سے دوسرے ذکر کیطرف جس سے تو بیدار اور ہوشیار ہو بلندی دیں اور اس ذکر سے بلند کریں باوجود حضور کے دوسرے ذکر کیطرف اور ایک ذکر سے باوجود حضور کے دوسرے ذکر کیطرف رہنمائی کریں جس سے تو غائب ہے اور یہ اللہ پر گران نہیں ہے (یعنی اگر ذکر میں حضور نہو تو مایوس نہو شاید کسی دوسرے ذکر و حضور کیطرف جس سے تو غافل و غائب ہے رہنمائی کیجائے حضرت قطب الواصلین سراج الذاکرین مولانا سیدی الشیخ شمس الدین المکی المدنی شاذلی دام ظلہ علی رؤس المسترشدین اس قول کے شرح میں افادہ فرماتے ہیں ای لان ذکر الغفلۃ اذا اقبل الفقیر علیہ وداوم لابد ان تظہر ثمرتہ وھی ذکر الیقظۃ التی ہو نعت العقلاء وکذلک اذا داوم علی ذکر الیقظۃ لابد من ظہور ثمرۃ ذلک وھی ذکر الحضور الذی ھو صفۃ العلماء الاعلام واذا داوم علی ذکر الحضور وصابر علیہ کل المصابرۃ ظہرت لہ ان شاء اللہ تعالیٰ ثمرات ذلک وبرکاتہ وھی الغیبۃ عما سوی المذکور الذی ھو مرتبۃ العارفین المحققین من اولیاء اللہ تعالیٰ قال اذکر ربک اذا نسیت ای اذا نسیت ما دون اللہ تعالیٰ وغبت عنہ فعند ذلک تکون ذاکر اللہ وفی ھذا المقام ینقطع ذکر اللسان ویکون العبد محوًا فی وجود العیان وقد قال اللہ تعالیٰ ولمن خاف

مقام ربه جنتان فالجنة الاولی للذاکرین اهل الحضرة الربانیة وهی جهة العارف
وقد عجل لهم الجنة الاولی جزاءً لهم لاشتغالهم بذکرہ کما ورد فی الحدیث من شغله ذکری
عن مسألتی اعطیته افضل ما اعطی السائلین ولذا قال سیدی ابن عطاء الله
جل ربنا ان یعامله العبد نقدا فیجازیه نسیئة فکما ان الذکر اعظم القربات کذلک
المعرفة بالله من اعظم المنح والعطایا فالجزاء من جنس العمل هل جزاء الاحسان الا الاحسان
یعنی ذکر غفلت کیطرف جب فقیر توجہ کر لیتا ہے اور ہمیشہ اُسے کیا کرتا ہو تو ضرور ہی اُسکا
پھل ظاہر ہوتا ہے اور وہ پھل یہ ہے کہ بیداری کا ذکر حاصل ہو جاتا ہی اور یہ صفت ہے
عاقلون کی (یعنے بے لذت و حضور و بدون توجہ قلب اللہ کا نام لیتے لیتے بیداری و
حضور سے مشرف ہو جاتا ہے اور یہ ذکر شان ہے عاقلون کی) اور ایسے ہی جب بیداری
کا ذکر برابر کیا کرتا ہے اُسکا ثمرہ بھی ضرور ہی پیدا ہوتا ہے اور وہ ثمرہ ذکر حضور ہے جو
شان ہے بڑے بڑے علما کی اور جب ذکر حضور پر مداومت اختیار کی اور اُسپر صبر کئے رہا
صبر کامل تو انشاء اللہ تعالے اِسکے نتیجے اور برکات بھی ظاہر ہونگے اور وہ یہ ہے
کہ سواے مذکور یعنے وہ ذات جسے یاد کیا کرتا تھا اور تمام خلق سے بے تعلقی و غیبت
حاصل ہو جائے اور یہ مقام ہے عارفان محقق کا اولیاء اللہ سے فرمایا اللہ تعالے
نے اپنے رب کو یاد کر جب تو بھول جائے یعنے ماسواے اللہ کو اور اُنسے غائب و دور ہو جائے
اب تو ذاکر اللہ ہو جائیگا اور اِس حال مین زبان کا ذکر بند ہو جاتا ہے اور بندہ چشم دید
انوار مین محو ہو جاتا ہے ۵ حضوری مین پھر یاد کا ذکر کیا ۞ تصور مین موجود کی
فکر کیا ۞ اور فرمایا اللہ تعالے نے جو ڈرا اپنے پروردگار کے حضور مین کھڑے
رہنے سے یعنے بازپرس قیامت سے اُسکے لیے دو جنتین ہین تو جنت پہلی

اُنکے لیے ہی جو حضور ربانیہ مین مشغول ذکر ہین اور یہ طریقہ ہے عارف کا اور انکے لیے پہلے جنت جلد دی گئی انعام اُنکا ہو کہ اُسکے ذکر مین مشغول رہا کرتے تھے جیسا کہ حدیث مین وارد ہوا جسے میرے ذکر نے دعا و سوال سے بے پروا کر دیا مین اُسے وہ عطا کرتا ہون جو سوال کرنے والونکی عطا سے افضل ہو اور اسی لیے کہا سیدی ابن عطاء اللہ نے کہ ہمارا رب برتر ہے اِس سے کہ بندہ تو اُس سے نقد کا معاملہ کرے (یعنی بندگی اب کرے) اور پروردگار اُسے نسیہ سے عوض دے (یعنی انعام اسکا آیندہ پر اُٹھا رکھے بلکہ دنیا مین بھی تلذذ و حضور سے سرفراز فرمائیگا اور آخرت مین بھی مراتب علیا سے ممتاز کریگا) جس طرح ذکر اعظم ترین عبادات و تقربات ہو اللہ کی معرفت اعظم انعامات و عطیات ہو پس جزا جنس عمل سے ہوگی (یعنی جیسی مزدوری ویسا ہی انعام) جب بندہ اللہ کو یاد کرے تو مولی بھی اُسے یاد فرمائے جب بندہ ہر دم اُسکے سامنے رہے لو لگائے مولے بھی اُسے دور نکرے اور مزید توجہ فرمائے اِس لیے کہ نیکی کا بدلا نہین ہو مگر نیکی

فصل سوم غفلت کی آفتونکے بیان مین

غفلت کی آفتین بیان سے زیادہ ہین دو چار عرض کرتا ہون اگر در خانہ کس ست حرفی بس ست **پہلی آفت** حسرت و افسوس و پشیمانی قیامت مین حدیث مین آیا عن ابی ھریرۃ ما من قوم جلسوا مجلسًا لم یذکروا اللہ فیہ الا کانما تفرقوا عن جیفۃ حمار وکان علیھم حسرۃ یوم القیامۃ ابو ہریرہ سے مروی ہو کہ جو قوم کسی مجلس مین بیٹھکر بدون اللہ کا ذکر کئے متفرق ہو جائے وہ ایسی ہی جیسے کہ کوئی مرا ہوا گدھا کھا کر متفرق ہوا اور یہ صحبت قیامت مین اُنپر حسرت ہو جائیگی ما مشے احد ممشے لم یذکر اللہ فیہ الا کان علیہ ترۃ وما اوی احد الی فراشہ لم یذکر اللہ فیہ الا کان علیہ ترۃ کوئی شخص کسی راہ مین نہین چلا کہ اُسمین اللہ کو یاد نہ کیا ہو مگر وہ چلنا اُسپر گناہ و وبال ہو جائیگا اور کوئی اپنے بستر پر آرام نہین کرتا کہ اللہ کا ذکر نہ کیا ہو مگر یہ کہ اُسپر گناہ و وبال ہوگا ؎ دلے کو غافل از وے یک زمان ست

در آنجم کا فرست اماہمان ہست + جب مجالس و مکان کی یہ حالت ہو تو موافقت حشر مین کیا ہوگی
حدیث مین وارد ہوا لایتحسر اهل الجنة فی الجنة الا علی ساعة مرت بهم ولم یذکروا الله فیها
اہل جنت جنت مین حسرت نکرینگے مگر اُس ساعت پر کہ اُنپر دنیا مین گزری تھی اور اُسمین اسکا ذکر
نکیا تھا، دوسری آفت بارگاہ قرب آلٰہی سے مطرود ہونا صاحب الحکم نے لکھا ہو کیف
یطمع ان یدخل حضرة الله وهو لم یتطهر من جنابة غفلاته جو اپنی
غفلت کے گناہون سے پاک نہین ہوا وہ کیونکر امید کرتا ہو کہ اللہ تعالی کے حضور مین جا سکیگا
جس طرح نجس مسجد اور نماز سے منوع ہے غافل قرب و حضور سے محروم تیسری آفت شیطان کا
غافل کے دلپر غالب ہوجانا اور وسوسے ڈالنا بہکانا حدیث مین وارد ہوا الشیطان جاثم علی
قلب ابن آدم فاذا ذکر الله خنس واذا غفل وسوس شیطان آدمی کے
دل پر جما ہوا ہے پس جب اللہ کو یاد کرتا ہو ہٹ جاتا ہو اور جب غافل ہوا وسوسے ڈالتا ہو بلکہ غفلت
خود آثار غلبہ شیطانی سے ہو قرآن مین ہو استحوذ علیهم الشیطان فانسا هم ذکر الله اولئک
حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان هم الخاسرون مسلط ہوگیا اُنپر شیطان تو بھلادیا
اُنکو اللہ کا ذکر یہ گروہ شیطان کا ہو آگاہ ہو کہ بیشک گروہ شیطان کا نقصان پانے والا ہو اس
آیت سے کئی باتین معلوم ہوئین ۱ یہ کہ خدا کے بھول جانے کا نتیجہ یہ ہو کہ شیطان مسلط ہو جاتے
۲ یہ کہ جو ذکر آلٰہی سے غافل ہین وہ گروہ شیطانی مین داخل ہین ۳ یہ کہ یہ گروہ اہل خسران سے
ہو بلکہ خیبت و خسران اسی گروہ کے لیے مخصوص ہو جیسا کہ تقدیم ضمیر ہم سے ظاہر ہو ۴ بطور
مفہوم مخالف و بطریق حصر یہ اور مفہوم ہوا کہ نجات و فلاح ذاکرین ہی مین محصور ہے کما
قال اللہ تعالی الا ان حزب الله هم المفلحون خبردار ہو کہ گروہ اللہ کا وہی نجات پانے
والا ہے چوتھی آفت تیار ہستے پریشان و افکار مذموم کا دلپر غالب ہونا پانچوین آفت

عزم افعال شنیعہ چھٹی آفت وقوع معاصی وخطئیات ساتوین آفت سخت دل ہوجانا اور سیاہی کا چھا جانا آٹھوین آفت دل کا زنگ آلودہ ہوجانا اور اُسپر مہر ہوجانا نوین آفت وعظ ونصیحت سے بے بہرہ رہنا تفصیل اِس اجمال کی یہ ہی کہ جب دل پر غفلت طاری ہوتی ہے بُرے خیال بکثرت آتے ہین اور جب اوہام وخیالات غالب ہوجاتے ہین بُری فکرین درپیش ہوتی ہین اور افکار ردیہ سے افعال شنیعہ کا عزم ہوتا ہی اور فسق ومعاصی مین گرفتار ہوتا ہی اور رفتہ رفتہ خطائین دلپر محیط ہوجاتی ہین اور اِس سے شدت قساوت دلی پیدا ہوتی ہی کہ نیک وبد مین تمیز نہین کرسکتا بلکہ نیک کو بد اور بد کو نیک سمجھنے لگتا ہی اور افعال ذمیمہ پر جرأت بڑھتی ہے القلب اذا قسی لا یبالی اذا عطے دل جب سخت ہوگیا پروا نہین کرتا جبکہ گناہ کرے۔ پھر زنگ گناہ ایسا چھاجاتا ہی کہ قبول حق کا مادہ باقی نہین رہتا پھر اُسپر مہر ہوجاتی ہی جو کفر جبلی اور شقاوت ازلی کی نشانی ہی اور مصداق اِس آیت کا بنجاتا ہے ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون ختم اللہ علے قلوبھم وعلے سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم۔ جو کافر ہوئے برابر ہے کہ تو اُنھین ڈراوے یا نہ ڈراوے ایمان نہ لاوینگے اُنکے دلونپر اُنکے کانونپر اللہ نے مہر کردی اُنکی آنکھونپر پردے ہین اُنکے لیے بڑا عذاب ہے الحاصل اِن تمام خرابیون کی علت غفلت ہی جو علت کو پہچان جاوے تسلط کامل اور مرض مہلک سے پہلے علاج کرے اور ذکر الٰہی مین مشغول ہو۔

مقالۂ ثانیہ ذکر جہر کے اثبات مین اجتماعاً ہو یا انفراداً

واضح رہے کہ ذکر جہری قرآن۔ حدیث۔ فقہ۔ تفسیر۔ تعامل صحابہ وتابعین اور سلف صالح کے قول وفعل سے بصراحت تمام ثابت ہی چنانچہ اختصاراً وترتیباً ہر ایک کا ذکر آتا ہی مقالۂ اولے مین جو آیتین اور حدیثین مذکور ہوئین اُنسے ذکر مطلق کا حکم اور استحباب بلا اختلاف

ثابت ہی مگر مطلق اپنے طلاق کے ساتھ جمیع اقسام ذکر کو شامل ہی پس ذکر جہری ہو یا سیری
بحالت اجتماع ہو یا انفراد کسی تعین و توقیت و تعداد کے ساتھ ہو یا نہ ماثور و مستحب و موجب
تقرب و رضای آلہی ہو اصول مین یہ امر مان لیا گیا ہی کہ مطلق کے جس فرد پر عمل کیا جاوے مین مامور بہ
عمل ہو جاتا ہی پس ذکر کے ہر فرد اور ہر قسم سے وہی امیدواریان ہین جو مطلق ذکر سے ہونا چاہیے اب
یہ قید کہ ذکر خفی جائز ہی اور جہری نہین جائز زیادت علی القرآن ہی اگر ایسی قید کسی آیت یا حدیث
مشہور سے ثابت کی جا سکتی تب بھی ہمکو تقیید مطلق کے قاعدے سے تسلیم کرنے مین کلام
ہوتا نہ یہ کہ کہین کوئی آیت یا دلیل و حدیث ضعیف بھی منکرین کے پاس نہین ہی پس یہ تقیید نص
مطلقہ و زیادت علی الکتاب مجرد راے سے یا ایسی دلیل سے جو اصولاً علمای مجتہدین و فقہاے
معتبر کے نزدیک دلیل نہین تحریف و ترک بعض نصوص ہی معاذ اللہ ایسا شخص بعض کتاب
و سنت کا منکر یا تارک ہی اللہ تعالے تو فرماۓ کہ ذکر کرو اور وہ کہین نکرو ذکر جہری پس بعض اقسام
ذکر جنکا حکم قرآن سے ثابت تھا متروک ہوۓ اور یہ کُھلی کُھلی تحریف ہی حلال کو حرام کہنے والا
علما کے قول مین کافر ہے افسوس ہے اُس شوخ چشم بیباک گروہ پر جو اللہ کے ذکر کی بعض صورتونکو
حرام کہین تحریم الحلال کفر حلال کو حرام کہنا کفر ہی فرمایا ان تبدوا الصدقات فنعما ھی
اگر تم صدقونکو ظاہر بھی کرو تو اچھا ہی ترمذی نے عقبہ بن عامر سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے الجاھر بالقرآن کالجاھر بالصدقۃ قرآن بجہر پڑھنے والا ایسا ہی جیسے کوئی کُھلے طور پر
صدقہ دے اور بعض تفسیرون مین مراد صدقے سے ذکر لی ہی (کذا فی المعالم و کنز العباد) فرمایا
یا ایہا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا ایمان والو اللہ کو بہت یاد کیا کرو۔ ابن عباس اسکی تفسیر فرماتے ہین
ذکر کثیر یہ ہی کہ یاد کرے اللہ کو خشکی اور تری مین صحت و بیماری مین کُھلے چھپے (کذا فی المعالم) فرمایا
فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم کفار حج مین اپنے باپ دادا کے فضائل بیان کیا کرتے ارشاد ہوا

مسلمانو جس طرح یہ اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہین تم اللہ کا ذکر کیا کرو تمثیل سے کثرت و اعلائے صوت
مراد ہی جیسا کہ وہ کرتے تھے اور پھر یہ فرمانا او اشد ذکرا یہ کسی طرح سرو خفا پر دلالت نہین کرتا
بلکہ جہر ہی مراد ہی فرمایا اذا ذکر اللہ وحدہ اشمزت قلوب الذین لا یومنون
بالاخرۃ جب اللہ کا خالص ذکر کیا جاتا ہی تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل نفرت کرنے لگتے ہین واذا
ذکر الذین من دونہ اذا ھم یستبشرون اور جب اللہ کے سوا دوسرونکا ذکر کیا جائے تو کفار
خوشیان کرتے ہین۔ اسمین بھی اشارہ ہی ذکر جہری کیطرف اس لیے کہ کفار نہ ذکر سری سن
سکتے تھے نہ اس سے ناخوش ہوتے تھے فرمایا انھم کانوا اذا قیل لھم لا الہ الا اللہ یستکبرون
کفار سے جب کہا جائے لا الہ الا اللہ کہو اور اسے مانو) تو انکار و استکبار کرتے ہین پس
جو کوئی لا الہ الا اللہ کے ذکر جلی سے منکر اور اس سے منقبض و مکدر ہو وہ اپنے ایمان کی خیر
منائے فرمایا وادعوا ربکم تضرعا وخفیہ اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے سے پکارو قاضی
بیضاوی اور دوسرے محققین نے تضرع سے مراد جہر لی ہی یعنی آشکار اور مخفی ہر طرح اللہ کو
پکارا کرو اور یہی مقابلہ مناسب ہی خفا کا مقابل اعلان ہی نہ تضرع کہ وہ خفا مین بھی ہوتا ہے
اور جہر مراد ہے نالہ و فریاد سے بھی فرمایا انبیا کے احوال مین وایوب اذ نادی ربہ الخ اور ایوب نے
جب اپنے رب کو پکارا اور یونس نے فنادی فی الظلمات ان لا الہ الا انت الخ
پس مچھلی کے پیٹ کی تاریکی مین اللہ کو پکارا کہ کوئی معبود نہین مگر تو ہی۔ امام فخر الدین رازی
تفسیر کبیر مین فرماتے ہین من شرط النداء الجھر ندا کی شرط سے جہر ہے پس
حضرات انبیا کا جہر سے ذکر کرنا متعدد مقام پر قرآن سے ثابت ہی اور حدیثین بھی اسمین بہت ہین اول
عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالی انا عند ظن
عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء

ذکرتہ فی ملاء خیر منھم ابوہریرہ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالے فرماتا ہی مین اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہون جب وہ مجھے دلمین یاد کرتا ہی مین بھی خفیۃً یاد کرتا ہون اور جب وہ مجھے مجمع مین یاد کرتا ہی مین بھی اُسے اُس جماعت مین یاد کرتا ہون جو اُس سے اچھے ہین یعنی فرشتے کہا علامہ جزری نے اسمین دلیل ہے ذکر جہر کی اور کہا جلال الدین سیوطی نے الذکر فی الملاء لایکون الا بجھر فدل الحدیث علے جوازہ مجمع مین ذکر نہین ہوتا اگر جہری پس حدیث جواز ذکر جہری پر دلیل ہی دوم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان للہ ملائکۃ یطوفون فی الطریق یلتمسون اھل الذکر فاذا وجدوا قوما یذکرون اللہ تنادوا ھلموا الی حاجتکم اللہ کے فرشتے ہین کہ راہون مین پھرا کرتے ہین تاکہ ذکر کرنے والون کو ڈھونڈھین تو جب کسی قوم کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پاجاتے ہین پکارتے ہین چلو اپنے مقصود کیطرف (اسمین بھی دلیل جہر ہے) سوم ان للہ سیارۃ من الملائکۃ یبتغون حلق الذکر فاذا مروا قال بعضھم لبعض اقعدوا فاذا دعا القوم امنوا علے دعاءھم فاذا صلوا علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم صلوا معھم حتی یفرغوا ثم یقول بعضھم لبعض طوبی لھم لایرجعون الا مغفورا لھم (رواہ السیوطی) جلال الدین سیوطی نے روایت کی کہ اللہ کے فرشتے ہین جو سیر کیا کرتے ہین اور حلقہاے ذکر کو ڈھونڈھا کرتے ہین تو جب کسی حلقۂ ذکر پر گزرے کہا ایک نے دوسرے سے بیٹھ جاؤ اُنکے ساتھ پھر جب قوم دعا کرتی ہی یہ فرشتے آمین کرتے ہین اور جب یہ پیغمبر پر درود پڑھتے ہین یہ بھی اُنکے ساتھ درود پڑھتے ہین یہانتک کہ ذاکرین فارغ ہوجاتے ہین پھر ایک فرشتہ دوسرے سے کہتا ہی ان لوگونکو خوشخبری ہو کہ اپنی جگہ سے نہ پھرینگے مگر بخشے ہوئے (اسمین حلقہاے ذکر کی فضیلت ہی جو ہمارے سادات صوفیہ کا معمول ہی اور ثبوت ہی ذکر جہر کا بحالت

اجتماعی چہارم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج علی حلقة من اصحابہ فقال
ما اجلسکم ههنا قالوا جلسنا نذکر اللہ ونحمدہ علی ما هدانا للاسلام ومنّ به علینا
قال آللہ ما اجلسکم الا ذلک قالوا آللہ ما اجلسنا الا ذلک قال اما انی لم استحلفکم تهمة
لکم ولکنه اتانی جبرئیل فاخبرنی ان اللہ عز وجل یباهی بکم الملائکة (رواہ مسلم)
ایک دن حضور اپنے صحابہ کے کسی حلقۂ ذکر پر گزرے فرمایا تمکو یہاں کس چیز نے بٹھلایا ہی عرض کی ہم
ذکر و حمد کرنے کو بیٹھے جیسا کہ ہمکو اسلام کیطرف ہدایت کی اور اسلام سے ہم پر احسان کیا فرمایا اللہ
کی قسم کیا اسی نے تمکو بٹھلایا ہی عرض کی اللہ کی قسم ہم نہیں بیٹھے مگر اسی لیے فرمایا جان لو کہ میں نے تم سے
حلف نہیں لی کہ تمکو متہم بکذب جانتا ہوں لیکن میرے پاس جبریل آئے اور کہا کہ اللہ عز وجل تمھارے
ذکر سے فرشتوں پر مباہات فرماتا ہی پنجم اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا انه مجنون حضور نے
فرمایا اللہ کا ذکر بکثرت کرو کہ لوگ کہیں دیوانہ ہو گیا ہی (دیوانہ کہنا بدون جہر ممکن نہیں) ششم طبرانی نے
ابن عباس سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذکروا اللہ ذکرا حتی یقول
المنافقون انکم تراءون اللہ کا ذکر اسقدر کرو کہ منافق کہیں یہ دکھانے کے لیے
کرتے ہیں ہفتم سنن عبد الرزاق میں عبد اللہ بن زبیر سے مروی ہے کان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلاته قال بصوته الاعلی لا اله الا اللہ وحدہ
لا شریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شئ قدیر ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم
مسلم کی حدیث میں بھی یہ دعا ہی مگر بعض اختلاف کے ساتھ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب
اپنی نماز سے سلام پھیرتے با آواز بلند کہتے لا الہ الا اللہ الخ۔ اسمیں بکمال وضاحت جہر کا ثبوت ہی پس
طاعن جہر طاعن ہی حضرت شارع پر نعوذ باللہ منہا ہشتم مسند الفردوس میں ابن عمر سے منقول ہی
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال لا اله الا اللہ ومد بها صوته اسکنه اللہ

دار الجلال و رزقه النظر الی وجهه فرمایا حضور نے جسنے کہا لا الہ الا اللہ اور اسکے ساتھ
اپنی آواز کھینچی اللہ تعالے اُسے اپنے جلال کے گھر مین کریگا اور اپنے جمال کا نظارہ اُسے عطا
فرمائیگا ۔ نہم بخاری و مسلم مین ابن عباس سے مروی ہے قال کنت اعرف انقضاء صلوۃ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالتکبیر کہا کہ مین پہچان لیتا تھا حضور کی نماز کا ختم ہوجانا آواز تکبیر سے
دہم بیہقی نے زید بن اسلم سے روایت کی قال ابن الادرع انطلقت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فمر برجل یرفع صوتہ فی المسجد قلت یا رسول اللہ عسے ان یکون مرائیا قال ولکنہ اواہ
کہا ابن ادرع نے مین حضور کے ساتھ چلا تو حضور ایک مرد کے پاس سے گذرے جو اپنی آواز مسجد مین بلند
کرتا تھا (یعنی ذکر سے) مین نے عرض کی شاید سنانے دکھانے کیلیے کرتا ہو فرمایا لیکن یہ شخص رقیق القلب
ہو ۔ یازدہم بیہقی مین ہے عن جابر ان رجلا کان یرفع صوتہ بالذکر فقال رجل
لو ان ھذا اخفض من صوتہ کان اولی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دعہ فانہ اواہ
جابر سے مروی ہے کہ ایک آدمی اپنی آواز ذکر سے بلند کرتا تھا ایک مرد نے کہا کاش کہ یہ اپنی آواز کچھ
کچھ پست کرتا تو اچھا ہوتا پس حضور نے فرمایا اسے چھوڑ دے کہ یہ رقیق القلب ہے ۔ علامہ سیوطی نے
در منثور مین اواہ کے کئی معنے لکھے ہین ۔ کثیر الذکر جسکو توفیق دیا گیا ہے کثیر التاوہ یعنے بہت آہ
و بکا کرنے والا ۔ وہ جو اللہ سے دل لگائے ہو ۔ دوازدہم ابو داؤد ۔ نسائی ۔ ابن ابی شیبہ
احمد ۔ ابن دارقطنی وغیرہ نے روایت کی کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا سلم من الوتر
قال سبحان الملک القدوس ثلث مرات ویرفع صوتہ بالثالثۃ یعنے رسول خدا جب وتر
کی نماز سے سلام پھیرتے فرماتے سبحان الملک القدوس تین بار اور تیسری بار آواز بلند کرتے
شیخ عبد الحق محدث دہلوی لمعات مین اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ یہ فضیلت جہر کی دلیل ہے
لیکن جہان ریا کا ڈر ہو خفی احوط ہے ۔ اور ملا علی قاری مرقات مین مظہر سے نقل کرتے ہین کہ یہ

حدیث دلالت کرتی ہی استحباب ذکر جہر پر جبکہ ریا سے بچے اس لیئے کہ اسمین اظہار دین و تعلیم سامعین ہے
و تنبیہ ہی غافلونکی اور جہانتک آواز پونہچے برکت ہوتی ہی اور گواہی دینگے جملہ رطب و یابس اور
بعض مشایخ جو ذکر خفی کو اختیار کرتے ہین اسواسطے کہ وہ ریا سے دور ہے اور یہ نیت اسکی متعلق سے ہے
سیزدہم عن معاذ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم من صلی منکم من اللیل فلیجہر بقراءتہ
فان الملائکۃ تصلی بصلاتہ وتسمع بقراءتہ معاذ سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو تم مین سے نماز شب پڑہے چاہیئے کہ قراءت بالجہر کرے بیشک فرشتے اُسکی نماز
کے ساتھ نماز پڑہتے ہین اور اُسکی قراءت سنتے ہین (اسمین امر ہی جہر کا) چہاردہم عن
ابن عباس قال سرنا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بین مکۃ والمدینۃ فمرنا بواد فقال
ای واد ھذا فقالوا واد الازرق قال کانی انظر الی موسی فذکر من لونہ وشعرہ شیئا
واضعا اصبعیہ فی اذنیہ لہ جوار الی اللہ بالتلبیۃ مارا بہذا الوادی ابن عباس سے
روایت ہی کہ ہم حضور کے ساتھ چلے مکے اور مدینے کے بیچ مین پس ایک وادی پر گذری فرمایا
حضور نے یہ کون وادی ہی اصحاب نے عرض کی وادی ازرق فرمایا گویا مین دیکھ رہا ہون موسیٰ
علیہ السلام کو پھر کچھ بیان کیا اُنکے رنگ اور بالونکا وہ رکھے ہین اپنی انگلیان کانون مین اور
باآواز لبیک کہہ رہے ہین (اسمین ثبوت ہی کہ ذکر جہر شعار انبیاے سابقین سے بھی تھا اور بیان
کرنا پیغمبر کا بدون انکار کے حجت ہی خصوصًا ذکر عبادات انبیا مین) پانزدہم عن ابی ذر قال
قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا
وما تلذذتم بالنساء علی الفرشات ولخرجتم الی الصعدات تجارون الی اللہ
ابو ذر سے روایت ہی کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تم وہ جانتے جو مین جانتا
ہون کم ہنستے اور بہت روتے اور بستروں پر عورتون سے لذت نہ پاتے اور میدانونکی طرف

نکالتے فرمایا کرتے ہوئے الله سے لیے ترمذی اور احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا شانزدہم
عن شداد بن اوس قال کنا عند رسول الله صلے الله علیہ وسلم فقال ارفعوا ایدیکم
فقولوا لا اله الا الله ففعلنا فقال رسول الله صلے الله علیہ وسلم اللھم انک بعثتنی
بھذہ الکلمۃ وامرتنی بھا ووعدتنی علیھا انک لا تخلف المیعاد (رواہ حاکم) شداد ابن اوس
سے مروی ہی کہا کہ ہم حضور کے پاس تھے کہ آپنے فرمایا اپنے ہاتھ اٹھاؤ اور کہو لا اله الا الله
ہم سب نے ایسا ہی کیا پس کہا رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے اے الله تونے مجھے ان کلمات کے ساتھ
مبعوث فرمایا ہی اور انکا حکم دیا ہی اور اسپر وعدہ (مغفرت) کیا ہی تو وعدہ خلاف نہین کرتا
اسمین بھی جہر ظاہر ہے ۱۲ ہفتدہم روی احمد بن حنبل فی کتاب الزھد عن ثابت قال
کان سلمان فی عصابۃ یذکرون الله فمر بھم رسول الله صلے الله علیہ وسلم فکفوا فقال
انی رأیت الرحمۃ تنزل علیکم فاحببت ان اشارککم فیھا امام احمد حنبل نے کتاب زہد مین ثابت
سے روایت کی کہا کہ سلمان رض ایک گروہ مین تھے جو الله کا ذکر کر رہے تھے پس اُنکی طرف حضور
گزرے تو وہ تھم گئے پس فرمایا حضور نے مین نے رحمت کو دیکھا کہ تم پر نازل ہو رہی ہی تو محبوب رکھا کہ تمہارا
شریک ہو جاؤن ۔ اسمین ۱ فضل ہی ذاکرین کا ۲ یہ کہ مجتمع ہو کر ذکر اولیٰ تر ہی ۳ یہ کہ ذاکرین
پر نزول رحمت ہوتا ہی ۴ یہ کہ حضور خود انکی شرکت دوست رکھتے ہین ۵ یہ کہ ذکر غالبا جہر ہی ہوگا
ہیجدہم عن ابن عباس قال مر رسول الله صلے الله علیہ وسلم بعبد الله بن رواحۃ یذکر الله مع اصحابہ
فقال اما انکم الملأ الذین امرنی الله ان اصبر نفسی معکم ثم تلا قولہ تعالی واصبر نفسک مع
الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی الخ اما انہ ما جلس معکم الا جلس معھم الملائکۃ ان
سبحوا الله سبحوہ وان حمدوا الله حمدوہ ثم یصعدون الی الرب وھو اعلم بھم فیقولون ربنا
عبادک یسبحونک فسبحانک ویحمدونک فحمدناک فیقول یا ملائکتی اشھدکم انی قد غفرت لھم فیقولون

فیھم فلان وفلان فیقول ھم الذین لا یشقی جلیسھم رواہ الطبرانی فی الصغیر باسناد حسن
ابن عباس سے روایت ہی کہ گزرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن رواحہ پر جبکہ وہ اپنے
ساتھیون سمیت ذکر خدا کر رہے تھے پھر فرمایا کہ آگاہ رہو تم وہ جماعت ہو کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہی
کہ مین تمھارے ساتھ اپنی جان کو روکون ہین تمھارا ہمنشین ہون اور یہ آیت پڑھی روک تو اپنے نفس
کو اُنکے ساتھ جو صبح وشام اپنے رب کو پکارا کرتے ہین آگاہ ہو کہ کوئی اُنکے ساتھ نہین بیٹھتا مگر فرشتے اُنکے
ساتھ بیٹھتے ہین اگر تسبیح کرتے ہین یہ لوگ اللہ کی تو فرشتے بھی تسبیح کرتے ہین اور یہ حمد کرتے ہین تو فرشتے
بھی حمد کرتے ہین پھر یہ فرشتے اللہ تعالی کے حضور مین بلند ہوتے ہین اور وہ خوب جانتا ہی اُنکے حالات
تو فرشتے عرض کرتے ہین ای رب تیرے بندے تیری تسبیح کرتے تھے تو ہم نے بھی تیری تسبیح کی اور
تیری حمد کرتے تھے تو ہم نے بھی تیری حمد کی پھر فرماتا ہی ای فرشتو مین تمکو گواہ بناتا ہون کہ مین نے اُنکو
بخشدیا پھر فرشتے عرض کرتے ہین اُنمین تو فلان فلان بھی تھے (یعنی گناہگار غافل یا کسی غرض سے
شریک ہونے والے) ارشاد فرماتا ہی یہ ذاکر وہ لوگ ہین جنکا ہمنشین محروم نہین رہتا (اسمین
فضائل ذکر و اجتماع ذاکرین و ذکر بالجہر کی طرف اشارہ ہی) **نوزدہم** عن ابن عمر انہ قال یارسول اللہ
ماغنیمۃ مجالس الذکر قال الجنۃ (رواہ احمد) ابن عمر نے عرض کی یارسول اللہ مجلس ذکر کی غنیمت
کیا ہی فرمایا جنت **بستم** عن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مامن قوم اجتمعوا یذکرون اللہ
تعالی یریدون بذلک وجہ اللہ الا ناداھم منادٍ من السماء ان قوموا مغفورا لکم قد بدلت
لکم سیاتکم حسنات (رواہ ابو یعلی و البزار و الطبرانی) انس سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کوئی ایسی قوم نہین جو اللہ کے ذکر کیلئے جمع ہون جس سے صرف اللہ کی خوشنودی چاہتے
ہون مگر یہ کہ اُنھین آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہی کہ اُٹھو تم بخشدیے گئے اور تمھاری بُرائیان
نیکیون سے بدل دی گئین **بست و یکم** عن ابن السائب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال جاءنی

جبریل فقال مر اصحابك ان یرفعوا اصواتھم بالتلبیہ یعنی سائب سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا آپ اپنے اصحاب کو حکم دین کہ تلبیہ آواز بلند
کیا کرین **بست و دوم** عن ابی رزین العقیلی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الا ادلك
علی ملاك الامر قال بلی قال علیك بمجالس الذکر واذا اخلوت فحرك لسانك بذکر اللہ
(رواہ الاصبہانی فی کتاب الترغیب والترہیب) ابو رزین عقیلی سے مروی ہو کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین تجھے اصل امر بتادون کہا ہان فرمایا مجالس ذکر کو لازم پکڑ لے اور
جب خلوت و تنہائی مین ہو تو ذکر سے اللہ کے زبان کو حرکت دیتا رہ **بست و سوم** صاحب
سیرت ہشامیہ اور صاحب مواہب اللدنیہ وغیرہ نے روایت ابن سعد سے ذکر کیا کہ جب محمد بن مسلمہ
اور اُنکے ساتھیون نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا اور پہری اور بقیع فرقد تک پہونچے
تو تکبیر بجہر کہی اور آنحضرت اُس رات کو نماز مین مشغول تھے تو جب اُنکی تکبیر سُنی تکبیر کہی و جان
لیا کہ اُنھون نے کعب کو قتل کر ڈالا **بست و چہارم** بزار اور طبرانی اور ابو نعیم نے حلیہ مین اور
بیہقی نے دلائل مین اور ابن عساکر نے حضرت عمر کے اسلام لانیکے قصے مین روایت کی انہ
لما جاء عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان مع اصحابہ فی دار الارقم قال اشہد ان لا الہ الا اللہ
وانك رسول اللہ کبر اہل الدار تکبیرۃ سمعہا اہل المسجد جب حضرت عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس حاضر ہوئے آپ اپنے اصحاب کے ساتھ ارقم کے گھر مین تشریف رکھتے تھے کہا عمر رض نے مین گواہی دیتا ہون
کہ کوئی معبود نہین مگر اللہ اور آپ رسول اللہ صلی اللہ ہین گھر والون نے تکبیر کہی ایسی تکبیر جسے اہل
مسجد کعبہ نے سُنا **بست و پنجم** ان الجبل ینادی الجبل باسمہ یا فلان ہل مر بك الیوم ذاکر
فیقال نعم قال استبشر یعنے ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو پکارتا ہی اُسکا نام لیکر اے
فلان کیا آج کوئی ذکر کرنے والا تجھپر گزرا ہے وہ کہتا ہی ہان یہ کہتا ہی تجھے بشارت ہو دارین

۱۰ اس حدیث کو حاکم اور بیہقی ... اور ترمذی ... نے اور ابن ماجہ نے ... صحیح ...

دلیل ہے کہ ذاکر پر وہ زمین اور پہاڑ خوشی کرتے ہین اور آواز پکارتے ہین بست ششم
عن ابن عباس انہ قال فی قولہ تعالیٰ فما بکت علیہم السماء والارض ان المومن اذا مات یبکی
علیہ من الارض الموضع الذی کان یصلی فیہ ویذکر اللہ ابن جریر نے ابن
عباس کی تفسیر مین اخراج کیا ہی کہ فرمایا ابن عباس نے اللہ کے اس قول کی تفسیر مین فما بکت الخ
کہ جب مومن مرتا ہی اُسپر زمین کا وہ مقام روتا ہی جہان یہ نماز پڑھتا اور ذکر کرتا تھا بست ہفتم
ان العبد المؤمن اذا مات تنادت بقایع الارض عبد اللہ المومن مات فیبکی علیہ الارض والسماء
فیقول الرحمن ما یبکیکما فیقولان ربنا لم یمش فی ناحیۃ منا الا وھو یذکرک
ابن ابی الدنیا نے عبید صاحب سلمان ابن عبد الملک سے روایت کی کہ جب بندہ مومن مرتا ہے
قطعات زمین ایک دوسرے کو ندا کرتے ہین کہ اللہ کا مومن بندہ مرگیا پس اُسپر زمین اور آسمان
روتے ہین تو فرماتا ہی رحمن تمکو کس نے رولایا یہ دونون عرض کرتے ہین اے ہمارے رب بندہ کسی
جانب نہین نکلتا تھا مگر تیرا ذکر کرتا تھا۔ اِن حدیثون کے تحت مین علامہ سیوطی رہ نے لکھا ہے
وجہ الدلالۃ ذلک ان بکاء الارض والسماء للذاکر لا یکون الا عند الجھر انکی دلالت
ذکر جہر پر اس لیے ہی کہ زمین آسمان کا رونا نہوگا مگر بوقت ذکر جہر کے بست ہشتم عن ابن جابر
قال کان ابو مسلم الخولانی یکثر ان یرفع صوتہ بالتکبیر حتی مع الصبیان و یقول اذکروا اللہ
حتے یقول الجاھل انکم من المجانین ابو نعیم نے اِسے حلیۃ الاولیا مین روایت کی کہ کہا ابن جابر
نے کہ ابو مسلم خولانی اکثر تکبیر آواز بلند کہا کرتے یہانتک کہ لڑکون کے ساتھ بھی اور کہا کرتے
اللہ کا ذکر کرو کہ جاہل دیکھین اور سمجھین کہ تم دیوانے ہو بست نہم ابو نعیم نے ابو یونس سے
روایت کی کہ ابو ہریرہ نے ایک دن آدمیون کو نماز پڑھائی پھر جب سلام پھیرا آواز بلند کہا
الحمد للہ الذی جعل الدین قواما وجعل ابا ھریرۃ اماما بعد ان کان اجیرا اللہ کا شکر ہی جس نے

دین کو قائم کیا اور ابو ہریرہ کو امام بنایا بعد اسکے کہ وہ مزدور تھا سیوم شیخ محدث دہلوی نے اپنی بیاض
مین لکھا ہی روی ان ناسا کانوا یذکرون اللہ عند غروب الشمس یرفعون اصواتہم باللہ کر
فاذا خفت ارسل الیہم عمران نوّھُوا ای ارفعوا اصواتکم مروی ہی کہ کچھ لوگ
بوقت غروب آفتاب ذکر سے آواز بلند کیا کرتے تھے پھر جب وہ لوگ آواز پست کرنے لگے حضرت
عمرؓ نے اُنکے پاس کسیکو بھیجا کہ آوازین بلند کیا کرو سی ویکم عن مجاھد ان عبد اللہ بن عمر
واباھریرۃ کانا یاتیان السوق ایام العشر فیکبران لا یاتیان السوق الا لذلك
مجاہد سے مروی ہی کہ عبداللہ بن عمر اور ابو ہریرہ دونون عشرہ ذی الحجہ کو بازار مین آتے اور تکبیرین
کہتے بازار مین نہین آتے تھے مگر اسی لیے سی دوم عن عبد اللہ بن عمر انہ یکبر و یکبر اهل
المسجد فیکبر اهل السوق حتی ترتج منی تکبیرا عبد اللہ بن عمر سے مروی ہی کہ وہ تکبیر کہتے اور مسجد والے
بھی تکبیر کہتے پس بازار والے بھی تکبیر کہتے یہانتک کہ منیٰ تکبیر سے گونج جاتا سی سوم عن میمون
بن مھران قال ادرکت الناس انھم لیکبرون فی العشر حتی کنت اشبہ بالامواج لکثرتہ
میمون بن مہران نے کہا کہ مین نے پایا آدمیون کو کہ دسوین ذی الحجہ مین تکبیرین کہتے یہانتک کہ مین بوجہ
کثرت کے موج سے اُسکی تمثیل کرتا تھا یہ تینون حدیثین مزنی نے کتاب العیدین مین نقل کی ہین اگر
کہا جائے کہ یہ جہر عشرہ ذی الحجہ مین تھا اس سے عموم کیونکر ثابت ہوگا تو جواب یہ ہی کہ اکثر نصوص
مین زمان و مکان و سبب حوادث کا اعتبار نہین کیا جاتا ہی مورد خاص ہوتا ہی اور مفہوم عام
ورنہ باب قیاس بند ہو جاتا۔ اور نہ دھو کھے مین ڈالے تجھے خصوصیت قصر کی ساتھ سفر کے اس لیے
کہ وہ اجازت ہی بعد منع کے پس عام نہین ہو سکتی اور ما ورا اُسکا اپنی حالت پر رہیگا بخلاف ذکر کے
کہ یہ ہر حال مین مستحب ہے اور نہین دلیل منع جہر پر پس تخصیص نہوگی جہر کی کسی وقت اور حالت کے ساتھ
ورنہ لازم آئیگا کہ ممتنع ہو جائین دوسرے افراد ذکر جو بصراحت مشروع ہین سی چہارم ترمذی نے عائشہ صدیقہ

سے روایت کی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان اذا اوی الی فراشہ کل لیلۃ جمع کفیہ ثم نفث فیہما فقرأ فیہما قل ھو اللہ احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس ثم یمسح بہما الخ حضور جب رات کو بستر پر جاتے تو دونو ہتھیلیاں جمع کرتے اور انمین قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس پڑھکر مسح کرتے اسمین دلیل ہے کہ آپ باواز پڑہتے تھے کہ سنا اُسے حضرت عائشہ نے ۔ اور مثل اسکی بہت سی حدیثین ہین جو بتارہی ہین کہ حضور جہراً پڑہتے تھے **سی و پنجم** ربیعہ بن کعب سے مروی ہے کہ مین حضور کے دروازے پر رات کو رہتا اور آپکو وضو کا پانی دیتا فاسمعہ الھوی من اللیل یقول سمع اللہ لمن حمدہ واسمعہ الھوی من اللیل یقول الحمد للہ رب العلمین تو مین رات کو دیر تک سنا کرتا کہ آپ کہتے سمع اللہ لمن حمدہ پھر دیر تک سنتا الحمد للہ رب العالمین ۔ ابن عباس کہتے ہین مین نے سنا کہ فرماتے تھے رسول اللہ جب رات کو اپنی نماز سے فارغ ہوتے اللھم انی اسألک رحمۃ الخ (رواہ الترمذی) ابواب دعا وقراءت مین ایسے ادلہ کثیر ہین اس لیے کہ بدون جہر سماعت نہین اور بدون سماعت یا تعلیم روایت نہین ہے **سی و ششم** عن ابی قتادۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر مررت بک وانت تقرأ وانت تخفض من صوتک فقال انی سمعت من ناجیت قال ارفع قلیلا وقال لعمر مررت بک وانت تقرأ وانت ترفع صوتک فقال انی اوقظ الوسنان واطرد الشیطان قال اخفض قلیلا ابو قتادہ سے مروی ہے کہ حضور نے ابوبکر سے کہا مین گزرا اور تم قرآن پڑھ رہے تھے پست آواز سے عرض کی مین جس سے دعا کرتا تھا اُسے سناتا تھا فرمایا کچھ اور آواز بلند کر لیا کرو اور عمر سے کہا مین گزرا اور تم قرآن بلند آواز سے پڑھتے تھے عرض کی مین جگاتا تھا سوتون کو اور ہکاتا تھا شیطان کو فرمایا کچھ آواز پست کر لو (رواہ الترمذی) **سی و ہفتم** عبداللہ بن ابی قیس سے مروی ہے کہ انھون نے سوال کیا عائشہ سے کہ حضور رات کو کیونکر قراءت کرتے تھے فرمایا کل ذلک قد کان یفعل ربما اسر بالقراءۃ وربما جہر فقلت الحمد للہ الذی جعل فی الامر سعۃ آپ سب کرتے تھے کبھی قراءت

سری کرتے کبھی جہری میں سے کہا الحمد للہ کہ کام میں گنجائش رکھی گئی۔

اقوال ائمہ دین واکابر مسلمین

شرح مصفی میں ہے سئل عن امام المسلمین ابی حنیفۃ رح عن الذین یمنعون الکلمۃ الطیبۃ بعد اداء الصلوۃ فقال ہم الرافضون لان فی ہذا القول خلاف فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد کان یجہر مع اصحابہ الکلمۃ الطیبۃ بعد اداء الصلوۃ متصلا امام ابوحنیفہ رح سے اُن لوگونکا حکم پوچھا گیا جو نماز کے بعد کلمہ طیبہ پڑہنے کو منع کرتے ہین کہا وہ لوگ رفضی ہین اس لیے کہ اس قول مین خلاف ہے فعل پیغمبر کا اور آپکے صحابہ کا آنحضرت کبھی کبھی نماز سے فارغ ہوتے ہی اپنے صحابہ کے ساتھ لا الہ الا اللہ بجہر پڑہا کرتے تھے رجل یذکر اللہ تعالی جہرًا و اٰخر یمنعہ یعزر المانع لانہ منع امر اللہ تعالی لقولہ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ یعنی سرًا وجہرًا ایک آدمی اللہ کا ذکر جہری کرتا ہی اور دوسرا اُسے روکتا ہی تو اس روکنے والے کو سزا دیجاے کہ اسنے روکا اللہ کے حکم سے فرمایا پکارو تم اپنے رب کو گڑگڑا کر اور ڈرسے اور کتاب الاشباہ والنظائر مین امام اعظم رحمہ اللہ کی وصیت مین جو امام ابویوسف رح کو کی ہی مذکور ہی واکثر ذکر اللہ فیما بین الناس لیعلموا ذلک منک اللہ کا ذکر آدمیو نمین زیادہ کیا کرو کہ وہ تجھسے جان لین کہ یہ ذکر کرتا ہی اور مراد ذکر سے جہری ہی اس لیے کہ بدون جہر جان لینا ممکن نہین تفسیر کبیر مین عطا سے مروی ہی کہ آدم علیہ السلام ہندوستان مین اُتارے گئے پس عرض کی اے رب کیا ہوا مجھے کہ نہین سُنتا ہون آواز تسبیح ملائکہ کی جس طرح جنت مین سنتا تھا فرمایا اپنی خطا کی وجہ سے پس معلوم ہوا کہ ملائکہ بھی باواز بلند ذکر کرتے ہین جو معترض ہین کہ کیا اہل جہر اللہ کو بہرا جانتے ہین اُنسے کہنا چاہیے کہ شاید اُنکے نزدیک ملائکہ کا بھی یہی عقیدہ ہی نعوذ باللہ من ذلک مصرع بیان تو قطع زبان تو شد + زبان تو آخر زیان تو شد + امام واحدی تفسیر وسیط مین لکھتے ہین ذکر جملہ فرائض سے ہی اور اعلان فرائض کا اولی چنانچہ علما کا اسپر اجماع ہی غنیۃ الطالبین مین حضرت غوث الصمدانی

قطب ربانی شیخ عبدالقادر سید محی الدین جیلانی قدس سرہ تحت آیۂ کریمہ یاایھا الذین امنوا اذکروا
اللہ ذکرا کثیرا مین فرماتے ہین قیل اذکرونی فی الخلاء والملاء یعنی کہا گیا اِس آیت کی معنی مین کہ مجھے
یاد کرو تنہائی اور مجمع مین ۔ عقیدۂ شیخ ابوالنجیب سہروردی بحوالۂ کنز العباد مرقوم ہی ان تبدوا الصدقات
فنعما ھی سے مراد جہر بالذکر ہی اور ایسے ہی آیۂ کریمہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون اور فاذکروا اللہ
کذکرکم اٰباءکم سے جہر مراد ہی کفایۂ شعبی رح مین ہی قیل ان الافضل ذکر الجہر لان ذلک تعدی الی الغیر
والمستمع شریک القائل یعنی کہا گیا کہ افضل ذکر جہر ہے اِس لیے کہ اُسکا نفع غیرون تک پہونچتا ہی اور سننے
والا شریک ہی قائل کا (ثواب مین) شیخ عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب ذکر الذاکر للمذکور وشکر الشاکر
للمشکور مین لکھتے ہین اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر اللہ تعالی جماعۃ فی المساجد
من غیر نکیر الا ان یشوش جہرھم بالذکر علی نائم او مصل او قاری کما ھو المقرر فی کتب الفقہ
یعنے اجماع کیا ہی اگلے اور پچھلے علما نے کہ اللہ تعالے کا ذکر مسجد مین مجتمع ہوکر کرنا مستحب ہی اور اِسمین
اختلاف ومنع نہین ہی مگر جبکہ اُنکا ذکر جہری سونے والے یا نمازی یا قراءت کرنے والے کو مشوش
ومنتشر کرے ایسا ہی کتب فقہ مین مقرر ہی ۔ مظہری مین ہی الذکر برفع الصوت مستحب لیغتنم الناس باظہار
الدین ووصول اثر الذکر الی السامعین فی الدور والبیوت والحانات لیوافق القائل من یسمع صوتہ
ویشھد لہ یوم القیامۃ کل رطب ویابس سمع صوتہ باواز بلند ذکر کرنا مستحب ہے تاکہ آدمی اظہار دین کو
غنیمت جانین اور سننے والونکو بھی حلاوت ذکر میسر آئے گھرونمین اور دوکانونمین تاکہ موافقت کرے
ذاکر کی وہ شخص کہ اُسکی آواز سُنے اور قیامت کے دن ہر خشک وتر جو اُسکی آواز سُنے گواہی دے
فتاوی نوادر اور بستان اور خزانۃ العلوم مین مرقوم ہی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجہر مع صحابتہ
بالاذکار والتہلیل والتسبیح بعد الصلوۃ حضور صحابہ کے ساتھ ذکر وتسبیح وتہلیل باواز بلند کیا کرتے تھے کنز العباد
مین بحوالۂ عمدۃ الابرار اور زاد المسلمین اور عمدۃ النوازل اور فتاوای خانیہ اور حسبیہ اور سراجیہ اور کبیری

اور منتقا اور تجنیس سے منقول ہو ان قراءة القران بصوت رفیع فی الحمام یکرہ وبصوت خفی لایکرہ ولایکرہ
التسبیح والتهلیل وان رفع صوتہ قال الجامع عصمہ اللہ معلوم ان الحمام لایخلو من القاذورات وفی اشاکلہا
غالبا وقد یکون بعض الناس مکشوف العورة فاذا کان جواز التسبیح والتهلیل فی الحمام بصوت رفیع مع هذہ
الاشیاء فالان یجوز فی المساجد والبیوت والزوایا والخانة فی مکان طاهر کان اولی وایدہ
ماذکرہ الفقیہ الزاهد ابو اللیث السمرقندی رحمہ اللہ فی کتاب التنبیہ ان حرمة المسجد خمسة عشر
وذکر من جملتها ان لایرفع فیہ الصوت فی غیر ذکر اللہ قراءت قرآن بآواز بلند حمام مین مکروہ ہے
اور پست آواز سے مکروہ نہین اور تسبیح اور تہلیل مکروہ نہین اگرچہ بآواز بلند بھی ہو کہا جامع یعنی مولف نے
اللہ اُسے محفوظ رکھے یہ بات معلوم ہو کہ غالبًا حمام نجاسات وغیرہ سے خالی نہین ہوا کرتے اور بعض
آدمی اُسمین برہنہ بھی ہوتے ہین پس جبکہ تسبیح اور تہلیل جہری حمام مین جائز ہوئی تو بدرجہ اولیٰ
مسجدون اور حجرون اور گھرون اور گوشون مین جو طاہر ہون جائز ہوگی اور اُسکی تائید کرتا ہی
قول فقیہ زاہد ابو اللیث سمرقندی کا کتاب تنبیہ مین کہ حرمت مسجد کے پندرہ امر مین ہی اُنمین سے
ایک یہ ہی کہ سوائے ذکر خدا کے آواز بلند نکرے - اور فتاوی عالمگیریہ کے باب پنجم آداب المسجد مین ہے
ولا یکبر جہرًا فی طریقہ خلافا لہما ونقل الزیلعی عن ابی جعفر انہ قال لاینبغی ان یمنع العامة عن ذلک
لقلة رغبتہم فی الخیرات اور تکبیر بآواز بلند عید الفطر کی راہ مین نہ کہے بخلاف صاحبین کہ اُنکے نزدیک
جائز ہی اور زیلعی نے ابو جعفر سے نقل کی کہ عام لوگون کو تکبیر جہری سے عید الفطر مین منع کرنا اچھا
نہین اِس لیے کہ اُنکی رغبت نیکیون مین کم ہی چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین بھی ایسے ہی مذکور ہی فتاوا ے
برہنہ کے باب تلاوت قرآن مین ہی - در حمام تسبیح وتہلیل بلند باک نیست - اور فضل الاذکار مین ہے
ذکر زبان از ذکر دل افضل است کہ عمل بسیارست وبقولے ذکر دل عمل خفی افضل ست آما بر صحیح ذکر
زبان بحضور دل افضل ست از ذکر دل تنہا وامام رازی فضلیت ذکر جہر را بہ بست دلیل ثابت کردہ

در کتاب العینین میں ہے۔ آما در فطر نزدیک امام بلند نہ گوید و بروایتے بلند گوید و بقول صاحبین و
طحاوی گفتہ نزدیک ہمہ وہو الصحیح۔ لیکن در مضمرات گفتہ کہ بر مختار اکثر در ہر دو عید آہستہ گوید انتہا
برہان میں ہے قال الجہر سنۃ۔ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ لکھتے ہیں
قال اللہ تعالیٰ فاذکروا اللہ ذکراً کثیراً یعنے یاد کنید خدای عزوجل را یاد کردنی بسیار پس یکی از خصائص
ذکر آنست کہ ہیچ وقتی منع نیست بلکہ ہمہ اوقات مامور ست نقل ست از حضرت شیخ مینگی قدس اللہ سرہ
ایں را فرمودہ اند کہ پیر دستگیر حضرت قطب الدین حاجی قدس سرہ می گفتند کہ اوائل ذکر جہر دوازدہ سال
گفتم از صبح تا شام و از شام تا صبح فائدہ کہ در ذکر جہر یافتم در ہیچ عبادت نیافتم چون ختم قرآن می کردم کمتر از سبعہ
ختم میکردم چون نماز میگزاردم و چون دعوت اسما میکردم کمتر از یک بار نمی خواندم فاما ثمرہ کہ در ذکر
دیدم در ہیچ از ین ہا ندیدم الخ ایضاً فیہ دل دو در دارد یکی بالا دوم پائین ہر دو بستہ شدہ اند و برای
کشادن در بالا ذکر جہر میفرمایند و برای کشادن در پائین ذکر خفی یا حبس نفس میفرمایند حضرت مرزا جان
جانان شہید رح مکتوب یازدہم میں افادہ فرماتے ہیں بعد حمد و صلوٰۃ مخفی نماند کہ طائفہ از فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ
تعالیٰ در انکار ذکر جہر غلو نمودہ فتوی بحرمت دادند و بعضی از محدثین اثبات مشروعیت ذکر جہر نمودہ
در پئے تفضیل ذکر جہر بر خفی افتادند و ہر دو فریق براہ تفریط و افراط افتادند و بہ حیثیت انصاف سخن نہ
گفتند و تعلیم کلمہ طیبہ از ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ بجہر کہ از حدیث
شداد بن اوس رض ثابت شدہ ست بجہر متوسط خواہد بود نہ بجہر کذائی و گفتگو در جواز و عدم جواز جہر نیست
بلکہ در فضل یکی بر دیگر نیست پس دعوی فضل ذکر جہر مطلقا بر ذکر خفی انکار نصوص ست و انکار تجویز امام
ذکر جہر نیز چنین نیست انتہی مختصراً۔ ارشاد الطالبین مصنفہ قطب الاقطاب شیخ جلال محمد و تھانیسری
میں ہے و بعض اوقات با یاران مدور نشینند و ذکر جہر گویند حضرت شاہ عبد العزیز رح بستان التفاسیر
میں آیہ کریمہ واذکر ربک کی تفسیر میں لکھتے ہیں اور یاد کر نام اپنے پروردگار کا ہمیشگی سے طور پر ہر وقت

اور ہر شغل ور ہر عبادت مین خواہ اول خواہ آخر خواہ درمیان مین اس عبادت کے اور یاد خواہ زبان سے ہو خواہ دل سے خواہ روح سے خواہ بطور سر کے خواہ خفی کے خواہ نفس سے دن کو ہو یا رات کو اور ذکر کسا جہر سے ہو خواہ خفیہ ہو اور پروردگار کا نام خواہ اسم ذات ہو خواہ اسم اشارہ یا اسماء حسنی مین سے کوئی نام ہو جو سالک کے نفس اور حال اور وقت سے مناسبت رکھتا ہو اور اسم پروردگار کا خواہ تنہا ہو خواہ تہلیل کے ضمن مین یعنی نفی و اثبات مین خواہ تسبیح اور تحمید اور تکبیر اور دوسرے مسئلون کے ذکر دینے ضمن مین ہو اور ذکر کی کیفیت بھی خواہ ایک ضربی ہو خواہ دو ضربی خواہ اس سے بھی زیادہ ہو اور حبس دم کے طور پر ہو خواہ بے حبس ہو اور برزخ سے ہو خواہ بدون برزخ کے اور خواہ سہ رکنی ہو خواہ ہفت رکنی اور خواہ شرائط عشرہ کے ساتھ ہو خواہ بدون ان شرائط کے اور شرائط عشرہ عبارت ہین شد و مد اور تحت اور فوق اور مجاہدہ اور مراقبہ اور محاسبہ اور مواعظہ اور تعظیم اور حرمت سے اور اسکے سوا اور خصوصیات بھی ہین جنکو اس طریقے کے ماہرین نے نکالا ہے اور معین کرنا ایک کا ان خصوصیات مذکورہ سے شیخ اور مرشد کی راے و قابلیت پر مفوض ہے جس طالب کے حال کے مناسب جیسا جانے تلقین فرمائے انتہی مختصراً شیخ محدث دہلوی حصن حصین کی شرح مین لکھتے ہین کہ در حدیث مذکور یعنی من ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی ومن ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہ اشارت ست بسوی آنکہ ملائکہ را بر ذکر قلبی اطلاعی نیست مگر آنکہ خداوند تعالے مطلع سازد و بسوی آنکہ ذکر جہر روا ست بے کراہت و سلف اختلاف دارند درین کہ ذکر خفی افضل است یا جہری حجت ترجیح خفی آنست کہ عمل سر افضل ست و حجت ترجیح جہری آنست کہ عمل در جہری اکثر ست یا آنکہ دران تنبیہ دیگران نیز ہست و صحیح آنست کہ جہری با حضور دل افضل ست از ذکر خفی کذا فی شرح مسلم و امام رازی در لوامع بر فضیلت ذکر جہری بست دلیل ذکر کردہ ست و آنکہ در کتب فقہ ہست کہ ذکر جہری مکروہ ست مراد کراہۃ تنزیہیست علی الاصح بجہت آنکہ گفتہ اند خفا در دعا و اذکار

مستحب ہے کذا فی شرح الہدایۃ انتہی اور شیخ موصوف الصدر نے اپنے رسالہ توضیح المرید الی المراد مین اس
مسئلے کو خوب مفصل و مدلل کیا ہی ترجمہ اُسکا بطور خلاصہ کے یہ ہی جہر و اعلان فی کر و تلاوت کا اور جمع ہونا
ذکر کے لیے مجالس و مساجد مین جائز و مشروع ہی بدلیل حدیث صحیح من ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء
خیر منہم اور آیۃ کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا اسکی دلیل بن سکتی ہی اور صحیح بخاری مین ابن
عباس سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین نماز سے آدمیونکا پھرنا ہم نہین پہچانتے
تھے مگر ساتھ ذکر جہر کے۔ اور صحیح مین ہی کہ جہر کیا کرتے تھے وہ ساتھ لا الہ الا اللہ وحدہ لا
شریک لہ الملک و لہ الحمد و ہو علی کل شئ قدیر کے اور بعض روایت سے فجر و مغرب کی تخصیص بھی
ثابت ہوتی ہی اور یہ فرمانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یا ایھا الناس اربعوا علی انفسکم فانکم
لا تدعون اصمّا و لا غائبا دلالت کرتا ہی اثبات پر کہ یہ نہی بوجہ عدم مشروعیت کے نہین ہے
بلکہ آسانی کے لیے ہی اور آپکا جہر کرنا مواضع کثیرہ مین ثابت ہی اذکار و ادعیہ کے ساتھ اور سلف
صالحین نے بھی اسپر عمل کیا ہی اور صحیح بخاری مین ہی کہ جب صحابہ بحالت خوف و گرسنگی کے خندق
کنی مین مشغول تھے حضور نے اُنکا حال ملاحظہ فرمایا اور کہنے لگے اللھم لا عیش الا عیش الاخرۃ
فاغفر للانصار و المہاجرۃ ای اللہ عیش نہین ہے مگر آخرت کی پس انصار اور مہاجرین کو
بخشدے۔ اور صحابہ جواب مین کہتے تھے نحن الذین بایعوا محمدا ما بقینا ابدا ہم وہ ہین
کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ہی جبتک کہ زندہ رہین اسی پر قائم رہینگے بالجملہ محال مخصوصہ
اور مواضع معینہ مین جہر کے ثابت ہونے مین کوئی کلام نہین۔ کلام اسی مین ہی کہ ایک قضیہ مین حکم
کا ثابت ہونا ثبوت عموم کے لیے دلیل ہی یا نہ مخالف کہہ سکتا ہی کہ شاید اُن مواقع مخصوصہ مین
کوئی فائدہ ہو کہ دوسری جگہہ نہ پایا جائے یا یون کہے کہ دعا و ذکر کے ساتھ ذکر کرنا مجموعًا جائز ہی علیحدہ
علیحدہ جائز نہین لہذا ایسی دلیلونکا بیان کرنا واجب ہے جو عموم جواز پر دلالت کرتی ہین پس صرف

ذکر الٰہی کے واسطے جمع ہونا حدیث متفق علیہ سے مرفوعاً مروی ہو ان لله ملائکة یطوفون فی الطریق یلتمسون اہل الذکر الخ اور دوسری روایت میں ہو وما یقوم المسلمون مجلساً یذکرون الله فیہ الا حفت بہم الملائکة ونزلت علیہم السکینة وغشیتہم الرحمة الخ اور تاویل کرنا ذکر کی ساتھ تذکرہ علم ونعمای الٰہیہ کے بعید ہی اور جائز نہیں کہ لفظ خلاف متبادر معنے پر محمول کیا جائے بلا ضرورت اور یہ کہنا نہ چاہیے کہ اجتماع للذکر سے جہر لازم نہیں آتا کہ جائز ہے کہ ہر شخص ذکر سری کرے اس لیے کہ اگر ذکر سری ہوگا تو اجتماع کا کوئی فائدہ معتد بہ نہ ہیگا۔ اور دعا کے واسطے بانفرادہ جمع ہونا اس حدیث مرفوعہ سے ثابت ہی جسے حاکم نے روایت کیا ہو اور کہا ہو کہ حدیث مسلم کی شرط پر ہے لا یجتمع ملاء فیدعو بعضہم ویؤمن بعضہم الا استجاب الله دعاءھم اور تلاوت کے واسطے جمع ہونا اس حدیث سے ثابت ہو ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت الله یتلون القرآن ویتدارسونہ الا حفت بہم الملائکة صحیح النووی وغیرہ کوئی قوم کسی مسجد میں قرآن پڑھنے اور پڑھانے کو جمع نہیں ہوتی مگر فرشتے اُسے گھیر لیتے ہیں اِسی حدیث سے علمانے وظائف و اوراد کا پڑھنا مجالس و مساجد میں اخذ کیا ہی اور اپنی بیاض میں لکھتے ہیں کہ کہا امام غزالی نے کہ الله تعالیٰ نے دلونکو پتھر کے ساتھ تشبیہ دی ہی ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارة او اشد قسوة پھر دل تمہارے اسکے بعد سخت ہو گئے مثل پتھر کے یا اُس سے بھی زیادہ۔ اور معلوم ہی کہ پتھر بے قوت کی نہیں ٹوٹ سکتا ہی ایسے ہی سخت دلی بے جہر کے ٹوٹ نہیں سکتی۔ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی مرحوم صراط مستقیم میں لکھتے ہیں ذکر دو ضربی شروع نماید طریقش آنکہ لفظ مبارک الله جل جلالہ را دو بار گوید وہمارا بالجزم خواند و بقوت از سینہ برآرد بجہر و بشد و مد گوید و آخر را از اول در جہر و شدت مد و قوت زیادہ تر کند الخ محبوب السالکین میں سید فتح الله حسنی چشتی کہ اعاظم خلفای حضرت شیخ محمد صادق محبوب الٰہی سے ہیں تحریر فرماتے ہیں۔ از خواجہ علاء الدین عطار از طریق ذکر پرسیدند

فرمودہ باتماع علما در نفس آخر بلند گفتن جائز ست یعنی نفس اخیر وقت مردن کہ جان آخر میشود و نزد درد
ہر نفس نفس آخر ست دیگر چنانچہ ذکر جہر کردن برای خلق شرک ست ہم چنان ذکر خفیہ کردن از خلق و
خلق را دیدن ہم شرک ست یعنی حب خلق در دل و باشد پس باید کہ خلق را و خود را از میان بردارد
و ذکر ہر گونہ کہ خواہد کند چہ اگر از خلق اخفا کند و خود بداند گویا کہ ہمہ کسی اند این سخن نزد اہل اللہ معروف ست
کما لایخفی علی العارف الاذکی فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ارباب ذکر سے پوچھو
اگر تم نہیں جانتے۔ ارشاد الطالبین مصنفہ اخوند درویزہ میں ہی شرط ہفتم ذکر آنکہ ذکر را در شب
روز چار و ناچار آوردہ باشد خصوصاً بعد از جمیع صلوۃ میتوان ذکر جلی کرد کہ صفای دل و ہوشیاری
تام و ننگ در طلب حق حاصل میشود۔ دلائل الاذکار میں ہی نیز از حدیث اکثروا ذکر اللہ تعالی حتی
یقولوا مجنون ثبوت مدعا ست چہ اکثار ذکر مستلزم ست مر ہر دو شق خود را کہ جہر و خفی ست چنانچہ پیدا
ست کہ کثرت بدون غلبہ اجزا در کمیات و بدون غلبہ اوصاف در کیفیات صورت نمی بندد
پس تا وقتیکہ ذکر خفی و جہر باہم نشود کماً و وصفاً علی التقدیرین کہ اہل باتہا بخوبی واقف اند البتہ اکثار
ذکر معدوم ست پس بمقتضای مقام و حال ہر دو قسم مامور باید شد تا بمصداق این حدیث شود بلکہ
تبادر از مدح مجنون تغلیب جہر یا کیفیت ذکر جہر بر جہری یا کیفیت ذکر خفی ست چہ نسبت بہ جنون
نزد عوام سوای ذکر جہر معقول نیست۔ ارشاد مرشد مصنفہ حاجی امداد اللہ صاحب رح میں ہے پہلے
دو زانو بیٹھے اور کمر سیدھی کرے اور سر داہنے مونڈھے پر لیجا کر لفظ الا اللہ کو سختی سے دل پر
ضرب کرے ایسے ہی ضیاء القلوب میں حاجی صاحب موصوف نے جا بجا ذکر جہری کی تعلیم فرمائی

افادہ سوم تردید دلائل منکرین میں

دلیل اول قولہ تعالی واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول اپنے رب کو دل
میں یاد کر گڑگڑا کر اور آہستگی سے اور جہر نہ ہو اس آیت سے باواز بلند ذکر کرنا ناجائز ثابت ہوتا ہے

اسکا جواب کئی طور پر ہے اول یہ آیت مکی ہے مثل ولا تجہر بصلاتک ولا تخافت بہا الخ مشرکین جب
قرآن سنتے بحکم عداوت و شقاوت قرآن اور صاحب قرآن کی شان مین گستاخیان کرتے ارشاد
ہوا کہ اتنا جہر نکیجیے کہ مخالف سنکر بیہودہ بکین اور اسقدر سر بھی نہو کہ مومنین مشتاق سماعت سے محروم
رہین بلکہ توسط چاہیے جس طرح تلاوت قرآن مین فرمایا کہ افراط و تفریط نکیجیے راہ وسط اختیار فرمائیے
اور جس طرح فرمایا ولا تسبوا الذین یدعون من دونہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم پس جسطرح
مذمت اوثان و توہین اصنام سے ممانعت فرمائی تھی ذکر جلی سے بھی بعلت خوف ایذای مشرکین روکا مگر
جب وہ علت مرتفع ہو گئی معلول بھی مرتفع ہو گیا حاصل کلام جس طرح نہی قرآن باواز پڑہنے کی اور
بتونکی مذمت کی دائمی نہ تھی ذکر جلی سے ممانعت بھی دائمی نہ تھی دوم آیت تلاوت قرآن پر محمول ہے
اس لیے کہ یہ آیت معطوف ہے آیہ سابقہ پر واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا جب قرآن
پڑھا جائے اسے خاموش سنا کرو پس بوقت تلاوت قرآن ذکر بھی بجہر مناسب نہوگا بلکہ سرا کافی ہے
ایسا ہی ابن جریر نے اور ابو الشیخ نے ابن زید سے نکالا ہے - علامہ سیوطی رحمہ تحفۃ الذاکرین مین فرماتے
ہین کہ جب بوقت تلاوت قرآن خاموشی کا حکم دیا تو خوف تھا کہ بالکل غافل نہو جائین لہذا تنبیہا
ارشاد ہوا کہ ہرچند ساکت و صامت رہنے کا حکم ہے تاہم ذکر قلبی جاری رہے ولا تکن من الغافلین
تو غافلون سے نہو جا سوم سادات صوفیہ صافیہ فرماتے ہین کہ یہ حکم ذات مقدس نبوی کے ساتھ
مختص ہے چنانچہ وحدت صیغہ اسپر دال ہے اور خصوصیت کا باعث یہ ہے کہ اعلی ترین منافع جہر دفع
وسواس شیطانی و خطرات نفسانی ہے اور یہ حضرات اس سے پاک لہذا حضور کو حاجت ذکر نہین البتہ
دوسرے اشخاص جو ایسے وسوسون مین گرفتار ہو سکتے ہین انکے لیے جہر مفید مناسب ہے کیونکہ دفع
وساوس و توجہ تام واجب ہے فرمایا وتبتل الیہ تبتیلا اسکیطرف سب سے ٹوٹ کر ملجا پس حسب
للاسباب حکم المقاصد ذکر جلی ضروری ہوا چہارم حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہین کہ یہ آیت

نماز کے باب مین ہو جیسا کہ کمالین حاشیۂ جلالین مین ہو پس فیما نحن فیہ سے خارج ہوئے ذکر نفسی کے
امر سے نفی ذکر جہری کی نہین ہوتی حنفیہ کے نزدیک مفہوم مخالف کا اعتبار نہین جیسا کہ نور الانوار
اور توضیح تلویح - اور حسامی - اور اصول شاشی - اور تفسیر احمدی بلکہ جملہ کتب اصول مین بصراحت موجود ہے
لہذا آیۂ کریمہ بھی جواز ذکر جلی پر دال ہو تفسیر کبیر مین اسی آیت کی تفسیر مین ہو کہ اپنے رب کو جی مین تضرع
و خوف سے یاد کرو جہر سے کم یعنی جہر و خفا کے بین بین جیسا کہ فرمایا ولا تجهر بصلاتك وتخافت بها
وابتغ بين ذلك سبيلا اپنی نماز مین نہ بہت جہر کر نہ بہت اخفا (بلکہ) بین بین کی راہ اختیار کر
تخافت جملۂ مستانفہ نہین کہ بمعنی امر ہو بلکہ معطوف ہی تجہر پر اور داخل زیر نہی پس بین بین
مامور ہے اس آیت سے جہر کا ثبوت سمجھا گیا عدم جواز کہان ہو دوسری دلیل منکرین
کی ادعوا ربکم تضرعا وخفیه انه لا یحب المعتدین اپنے رب کو تضرع اور نرمی سے
پکارو وہ حد سے تجاوز کرنے والونکو دوست نہین رکھتا جواب اول یہ آیت صرف دعا کے
بارے مین ہی ورنہ درصورت تعمیم تمام اذکار کو شامل ہوگی اور ذکر متنازع فیہ کی کوئی تخصیص باقی
نہ رہے گی - قرآن مجید - اور خطبہ - اذان - و اقامت و تکبیرات نماز وغیرہ سب نہی کے تحت مین
داخل ہونگے اور یہ خلاف اجماع ہو ولم یقل بہ احد اور ذکر کا اطلاق قرآن پر بھی آیا ہی نحن
نزلنا الذکر وانا له لحافظون ہمنے ذکر یعنی قرآن اُتارا اور ہم ہی اسکے محافظ ہین اور اگر یہ کہا
جائے کہ اذان و اقامت و قرآت وغیرہ اس حکم سے بحکم نصوص آخر مستثنی ہین تو ہم کہین گے کہ ذکر جہری کو بھی بحکم نصوص
مذکورہ مستثنی خیال کرین اور انکار سے باز آئین جواب دوم تضرع اظہار ضراعت یعنی
عاجزی ظاہر کرنے کو کہتے ہین اور وہ بے رفع صوت کے متصور نہین محققین نے تضرع کی تفسیر جہر کے
ساتھ کی ہو اور خفیہ کی تفسیر سر کے ساتھ چنانچہ حافظ ابن الحجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین
لکھا ہی اور قاضی بیضاوی نے بھی تدعونه تضرعا وخفیه کی تفسیر یہی فرمائی ہی معلنین ومسرین

ای اعلانا و اسرارا اور یہی معنے اختیار کیے ہین فاضل ابن کمال نے اور مفتی ابو سعود
نے اپنی تفسیر مین اور شیخ نسفی مدارک مین تضرعا کی تفسیر مین لکھتے ہین ای معلنین بالضراعة
ایسے ہی شیخ نے قتادہ سے روایت کی ہو اور ملا حسین واعظ تفسیر حسینی مین اس آیت کے
تحت مین لکھتے ہین بخوانید پروردگار خود را بزاری و پوشیدگی یعنی ہم بظاہر و ہم بباطن
جوامع اور شرح مصابیح خلخالی مین بھی تضرع کی تفسیر رفع صوت کے ساتھ کی ہو چنانچہ دلائل الاذکار
مین منصرح موجود ہو الحاصل اسی آیت سے جواز جہر ثابت ہوتا ہے عدم جواز کا کیا مذکور سے چو بشنوی سخن اہل
دل مگو کہ خطا است ۔ سخن شناس نۂ دلبرا خطا این ست + اور اعتداء کی تفسیر اگرچہ بعض مفسرین
نے جہر بالدعا کی کی ہو مگر مرجوح ہو راجح مامور بہ سے تجاوز کرنا یا ایسی شے کا اختراع کرنا جسکی
شریعت مین کچھ اصل نہو جائز نہین اور معنی اعتداء یہ ہو کہ ممنوع امر طلب کرے یا ایسی شے مانگے
جسکا حصول خلاف اولی ہو یا وہ مانگے جو محال ہے بیضاوی شریف مین ہے انہ لا یحب المعتدین
المتجاوزون ما امروا بہ فی الدعاء وغیرہ نبہ بہ علی ان الداعی ینبغی ان لا یطلب ما لا یلیق بہ کرتبة
الانبیاء والصعود الی السماء وقیل ہو الصیاح فی الدعاء والاسہاب فیہ تیسری دلیل مانعین جہر کی
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصم ولا غائبا نرمی کرو اپنی جانون پر
تم بہرے اور غائب کو نہین پکارتے کہ چلانا پڑے (اس سے ظاہر ہے کہ باواز بلند ذکر جائز ہے
اس لیے کہ نہی تو ہے کہ ذاکر اللہ تعالے کے سنانے کو جہر کرے حالانکہ ہمارے صوفیہ کرام عشق
بڑھانے اور محبت کی آگ بھڑکانے اور شیطان کے بھگانے اور دل سے مورچہ مٹانے
کے لیے یہ کرتے ہین انکو اس ممانعت سے تعلق کیا) جواب اول حدیث محمول ہے
جہر مفرط پر جہر مطلق مراد نہین اور قرینہ خود کلمہ اربعوا مین موجود ہے کیونکہ رفق افراط کے وقت
ہوتا ہے حافظ ابن حجر شارح بخاری لکھتے ہین اربعوا ای ارفقوا ولا تجہدوا انفسکم

فان الرفق یکون عند الا فراط یعنی نرمی کرو اور شفقت مین اپنی جان کو نہ ڈالو اسواسطے کہ نرمی افراط کے وقت ہوتی ہی کذا فسر شراح الحدیث اور فتح الودود شرح ابو داود مین ہے فی قولہ رفعوا اصواتھم دلالۃ علی انھم بالغوا فی الجہر فلا یلزم منہ المنع مطلقا یعنی کلمہ رفعوا اصواتہم مین دلالت ہی کہ اُن لوگون نے جہر مین بہت مبالغہ کیا تھا تو اسقدر چلانے سے ممانعت کرنے کو یہ لازم نہین ہے کہ مطلقاً ممانعت ہو جاوے۔ اور ملا علی قاری نے حرز ثمین شرح حصن حصین مین لکھا ہی انہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لبعض صحابتہ حین رفعوا اصواتھم علی وجہ المبالغۃ اربعوا علی انفسکم انتھے آنحضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنی جانون پر نرمی کرو جبکہ اُنھون نے نہایت مبالغے سے آوازین بلند کین (اور بیشک بہت چلانے مین وہ فوائد جہر جو ارباب فن کرنے طالبین سالک کے لیے تجویز فرمائے ہین باقی نہین رہتے پس ارشاد حضور کا کہ اپنی جانون پر نرمی کرو ممانعت جہر کے لیے نہ تھا بلکہ تحفظ فوائد جہر کے لیے تھا کیا حکیم ۔ مریض سے کہے کہ پانی بہت نہ پیا کرو تو اُس کے یہ معنے ہونگے کہ بالکل پانی پیو ہی نہین) **جواب دوم** بعض امور شاقہ اگرچہ فی نفسہ مستحسن و موجب ثواب جمیل بھی ہون مگر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنظر شفقت اُنسے ہمکو روک بھی دیا کرتے ہین چنانچہ سارا مال خدا کی راہ مین دینے اور تمام رات جاگنے اور برابر روزہ رکھنے اور رہبانیت سے منع فرمایا اور بخوف وجوب نماز شب باہر تشریف نہ لائے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہی پس ظن قوی ہے کہ یہ نہی بھی اسی قبیل سے ہوگی جب حضور رحمۃ للعالمین نے صحابہ کو دیکھا کہ باوجود کربت و مصائب و مشقت سفر ہر ہر قدم پر نعرہای بلند لگاتے ہین اور محنت پر محنت اُٹھاتے ہین تو بمقتضای رحمت عامہ و شفقت تامہ نرمی اور آسانی کی ہدایت فرمائی چنانچہ شیخ دہلوی رح مشکوۃ کی شرح مین تحریر فرماتے ہین اربعوا اشارۃ الی ان المنع من الجہر للتیسر و الارفاق لا لکون الجہر غیر مشروع کلمہ اربعوا مین اشارہ ہے کہ جہر سے ممانعت آسانی اور نرمی کے لیے ہی نہ یہ کہ جہر مشروع نہین **جواب سوم** اگر حضور نے انکو منع

نہ فرماتے اور اسی طرح ثابت رکھتے تو وہم ہوتا کہ حالت سفر مین یا گھاٹیون پر چڑھنے کے وقت ذکر
جہری مسنون ہے کیونکہ سنت ہوتا جس طرح قول و فعل نبوی سے ثابت ہوتا ہی ایسی ہی تقریر سے
ثابت رکھنے سے بھی ہوتا ہی اسی لیے آنحضرت نے شفقتہً جہر سے روکدیا کہ مبادا امت مشقت مین
پڑجائے پس اس سے حرمت و کراہت جہر ثابت نہین ہوتی **جواب چہارم** علت غائی جہر مفرط سے
یہ ہی کہ سخت دلی ٹوٹ جائے فرمایا ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فھی کالحجارة او اشد قسوة
پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوگئے دل تمھارے۔ مگر صحابہ بہ برکت صحبت نبوی سنگ خارا کو موم بنادیتے تھے
انکو قساوت قلبی سے کیا سروکار تھا لہذا جہر مفرط کی نہ حاجت تھی نہ اجازت **جواب پنجم** مشرکین کا
یہ اعتقاد تھا کہ اللہ تعالی پکار کو سنتا ہی آہستہ نہین سنتا اور زمرۂ اصحاب مین نومسلم برابر ہوا
کرتے پس حضور نے احتیاطاً جہر مفرط سے روکا کہ وہ اعتقاد باطل جڑ سے اکھڑ جائے جیسا کہ ابتدای اسلام
مین زیارت قبور سے نہی فرمائی پھر اجازت دیدی اور جب شراب حرام ہوئی اسکے برتنونکا استعمال بھی
ممنوع ہوگیا پھر اجازت دی گئی **جواب ششم** علما فرماتے ہین کہ بعض اوقات حضور منتظر وحی ہوتے
اسوقت جہر مفرط سے مزاج نازک کو گونہ تشویش لاحق ہوتی پس ایسی حالت مین جہر سے روکے گئے یہ قضیہ شخصیہ
ہی کلیہ نہین **جواب ہفتم** حضور نے بعض مین شائبہ ریا معلوم کیا پس بطور موعظت و علاج مرض نخوت
فرمائی ہکذا فی النور الساطع **جواب ہشتم** بعض امور بالاتفاق حسن لعینہ ہین مگر شارع نے کسی
مصلحت سے کسی وقت اسے منع کردیا ہی جیسے نماز کہ باتفاق امت فرض و بہترین حسنات ہی مگر طلوع و غروب
و استوای شمس مین ممانعت آگئی اور مقبرے اور مذبح اور حمام مین ایسے ہی حیض و نفاس و سکر و حدث کے
حال مین روکدیا۔ قرآن کا پڑھنا حالت جنابت اور رکوع و سجود مین جائز نہین رکھا گیا لیکن یہ نہی صرف
انہین حالات مذکورہ کے ساتھ مختص سمجھی جاتی ہی اور کوئی اسوجہ سے نماز و قرآن کو ناجائز نہین کہہ سکتا
ایسی ہی نہی جہر کہ حقیقت مین مستحسن ہے مگر بعض حالات مین نامشروع ہے چونکہ حضور غارت و قتل اعدا

کے لیے جاتے اس حال مین اگر ذکر بالجہر کی اجازت دیجاتی تو کفار مطلع ہوکر ہوشیار ہوجاتے لہذا واقعت کیلئے کی
الحرب خدعۃ ایسی ہی تاویل کی ہے ابن حجر اور ابن کمال اور عینی نے چوتھی دلیل منکرین جہر
کی قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیر الذکر الخفی وخیر الرزق ما یکفی بہتر ذکر وہ خفی ہے
اور بہتر رزق کافی ہو اس سے معلوم ہوا کہ ذکر جہری شر ہے اور شر حرام ہے یا مکروہ جواب اول یہ حدیث
اگرچہ بعض محدثین نے ذکر کی ہے مگر حفاظ حدیث کے نزدیک غیر ثابت چنانچہ حجۃ الذاکرین مین کور ہے
پس یہ کامعرض استدلال ہیں لانا غیر صحیح ہے یہ کلیہ مسلمات سے ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال
جواب دوم خیریت ذکر خفی بمقابلہ جہری تب ہی ہے کہ جہر سے نمازیون کی نماز مین خلل پڑتا ہو یا سونے
والونکو اذیت پہونچے یا خوف ریا کا ہو اور جبکہ مفاسد مذکورہ سے خالی ہو علمای محققین کے نزدیک جہر خفی سے
افضل ہے بچند وجوہ سا جہر مین سخت دلی کا توڑنا ہے جیسا کہ احیاء العلوم مین مرقوم ہے سا حدیث مین آیا ہے
الاجر بقدر المشقۃ ثواب بقدر مشقت ملتا ہے سا تعدیہ یعنی سامعین بھی بطفیل ذاکر اجر و ثواب سماعت
پاینگے اور حدیث مین آیا ہے خیر الناس من ینفع الناس سا جہر ہمت کو جمع کرتا ہے اور انتشار حواس سے
باز رکھتا ہے سا نیند دور ہوجاتی ہے اور کان بھی مائل کر رہتے ہین نشاط خاطر بڑھ جاتی ہے اور یہ سب مستحسن ہین
وللوسائل حکم المقاصد وسیلہ حکم مقصود مین ہے پس جہر بھی مستحسن ہے جیسا کہ فتاوای خیریہ مین ہے صاحب
صحاح و ابو حبان نے لکھا کہ کلمہ خیر دو طرح پر مستعمل ہوتا ہے کبھی معنے تفضیل مراد ہوتے ہین کبھی معنے افضلیت
صورت اولی کی ضد شر محض ہے اور صورت ثانیہ مین ضد بھی خیر ہوتی ہے کچھ مقابل سے کم پس کلمہ خیر حدیث
مذکور مین دوسرے معنون پر محمول ہے اور اس صورت مین غایت ما فی الباب افضلیت ذکر خفی بمقابلہ
جلی ثابت ہوجائیگی۔ و لا ضیر فیہ پانچوین دلیل منکرین جہر کی ولا تجہر بصلاتک ولا تخافت
بہا وابتغ بین ذلک سبیلا نماز مین چلاکر پڑھو نہ بالکل خاموش بلکہ درمیان کی راہ اختیار کرو اس مین جہر کی
نفی نکلتی ہے پہلا جواب یہ ہے کہ یہ آیت جہر مفرط کے منع پر دال ہے مطلق جہر پر نہین کیونکہ درمیان کی راہ سے

ظاہر ہوا دوسرا جواب آیت تب نازل ہوئی تھی جب حضور مکہ معظمہ میں تھے اور کفار سے چھپکر نماز و ذکر کرتے جب آپ نماز میں جہر فرماتے کفار قرآن اور منزل قرآن کو برا بھلا کہتے یہ حکم ہوا اسے بخاری و ترمذی نے بیان کیا پس نہی بعلت گستاخی و ایذا رسانی کفار تھی در اب وہ فساد پایا نہیں جاتا ارتفاع علت سے ارتفاع معلول بالاتفاق ثابت ہے ایسا ہی ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے **تیسرا جواب** آیۂ کریمہ دعا میں نازل ہوئی ذکر میں اسکا ذکر ہی کیا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ اور نخعی و مجاہد کا قول ہے اور یہی ہے معالم میں باب صرف اسیقدر ثابت ہوا کہ دعا چلا کر نہ کیا کرو اور دعا آہستہ ہی مانگنا بہتر ہے صرف بغرض تعلیم و طلب تامین وغیرہ جہر بھی ہے **چھٹی دلیل منکرین جہر کی** اثر عبد اللہ بن مسعود ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ایک جماعت کو باواز بلند ذکر کرتے دیکھا اور مسجد سے نکالدیا اس سے ثابت ہوا کہ ذکر جہری ناشروع ہے **جواب ۱** پہلے تو یہ اثر صرف بعض فقہا کے کتب فتاوے میں منقول ہے کتب حدیث میں اسکا اثر بھی نہیں بلکہ اسکے خلاف اخبار موجود ہیں علامہ سیوطی سبحۃ الفکر میں لکھتے ہیں کہ اثر ابن مسعود بیان سند کا محتاج ہے اور میں نے وہ روایت دیکھی ہے جو عدم ثبوت پر حجت قاطع ہے وہ یہ ہے امام احمد حنبل نے کتاب الزہد میں روایت کی حدثنا حسن بن محمد بسندہ عن ابی وائل قال ھؤلاء الذین یزعمون ان عبد اللہ کان ینھی عن الذکر ما جالست عبد اللہ مجلسا قط الا وذکر اللہ فیہ کہا ابو وائل نے یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود ذکر سے منع کرتے تھے میں تو عبد اللہ کے پاس کسی مجلس میں نہیں بیٹھا مگر اللہ کا اسمیں ذکر کیا گیا علامہ لکھنوی نے رسالہ فضل تسبیح و تہلیل میں لکھا ہے کہ اثر ابن مسعود غیر ثابت ہے اس روایت کی وجہ سے جو ابو وائل سے کتاب الزہد میں منقول ہے تعالیق الانوار حاشیۂ الدر المختار میں ایسا ہی ہے **جواب ۲** اگر یہ اثر ثابت بھی مان لیا جاوے تو احادیث کثیرہ صحیحہ سے مخالفت لازم آئیگی حالانکہ بوقت تعارض وہ مقدم ہے **جواب ۳** یہ اثر صحیح سہی مگر ہمارا یقین یہ کہاں ہے کہ سبب اخراج صرف جہر ہے شاید کوئی اور علت ہو یا یہ جماعت نماز کے وقت مسجد میں جہر کرتی ہو یا جہر مفرط کرتے ہوں جس سے نماز میں خلل پڑے **ساتوین دلیل منکرین جہر کی** بعض

کتب فقہ مین ہی کہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک تکبیرات عید الفطر مین جہر بدعت ہے اور بعض نے بدعت سیئہ لکہا ہی اور آیۂ کریمہ
واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخفیہ سے استدلال بھی کیا ہی جواب اسکا بچند وجوہ ہی اولا تو اِسی مین کلام ہی کہ امام کا یہ
مذہب ہے بھی یا نہ اِس لیے کہ اُنسے اسباب مین دو روایتین متناقض آئی ہین ایک موافق صاحبین کے۔ دوسری مخالف
ترجیح مین اختلاف ہی بعض روایت اولی کو صحیح کہتے ہین بعض ثانیہ کو مگر بعد غور و نظر روایت اول بچند وجہ ارجح
و اقوم معلوم ہوتی ہی وجہ اول امام طحاوی جو اجلۂ محققین سے ہین روایت اولی کو اصح فرماتے ہین چنانچہ چلپی
اور جامع الرموز اور فتاوای برہنہ وغیرہ مین لکھا ہی وجہ دوم کتاب مبسوط مصنفۂ امام محمد رحمہ مین جو کتب معتبرہ
مین اعلی درجے کی کتاب ہے اور بوقت تعارض دوسری روایتون پر اسکی روایت ارجح و اقدم سمجھی جاتی ہی امام کا
قول صاحبین کے قول کے موافق لکھا ہی چنانچہ دلائل الاذکار مین بھی ہی وجہ سوم روایت ثانیہ معارض ہے
قرآن و حدیث کی اور خود امام رحمہ کا ارشاد ہی کہ جب میرا قول قرآن و حدیث کے خلاف پاؤ دیوار سے مارو بلکہ اپنے
ہی قول کے مخالف ہی جو مقابلۂ ثانیہ مین بحوالہ شرح مصفا مذکور ہوا جسمین جہر بالذکر کتاب و سنت سے ثابت
کیا ہی اور مانع جہر کو تعزیر کا حکم دیا ہی پس اِن تینون وجہو نسے روایت اول قوی ہی وجہ چہارم اگر روایت ثانی
ثابت بھی ہو جائے تب بھی مخالفین کا مقصد حاصل نہین ہو سکتا اِس لیے کہ کلام سنیت جہر مین ہے اِس موقع خاص
مین نہ مشروعیت مین بالعموم چنانچہ ابن الہمام وغیرہ نے اسکی تصریح کی ہی پس عدم جواز نہین نکلتا یعنی عدم ممانعت
کسی خاص صورت مین عام ممانعت کو لازم نہین ہے حکم بدعت اِس مقام پر سوا اِسکے نہین ہے کہ اِسوقت جہر مسنون
نہین اور جب مسنون نہین تو بدعت ہوگا نہ یہ کہ نفس جہر بدعت ہی ورنہ تخصیص عید الفطر کی نہوتی پس سمجھا گیا
اِس روایت ثانیہ سے بھی کہ جہر جائز و مستحب و مشروع ہی تمام صورتون مین مگر اُن صورتون مین نہین جہان ممانعت وارد ہو
یا مشروعیت دوسرے طور پر پائی جائے جو ایسی ممانعت کو مانعت تسلیم کئی ہوئے ہین انھین ضرور کہنا پڑیگا
کہ نماز بھی جائز نہین اِس لیے کہ قرآن مین ہے لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری وجہ پنجم یہ ہے کہ بدعت ہونا
اِسکا غیر مسلم ہی کیونکہ بدعت کے دو معنی ہین ایک لغوی یعنی بعد زمانۂ نبوی جو کچھ حادث ہو عبادات سے یا عادات سے

وہ بدعت ہی اور یہ بدعت بمعنی ایجاد نو ممنوع نہیں ورنہ لازم آجاتا ہی ممنوع ہونا کثیر اعمال حسنہ و اساس اسلامیہ کا
مثل نحو و بن فقہ و حدیث وغیرہ) پس یہ بدعت کبھی سیئہ ہوتی ہی بانضمام امر ممنوع کبھی حسنہ بنظر افعال حسن و صالح
مشروع۔ دوسرے معنی بدعت کے شرعی ہین یعنی ایسی بات ایجاد کی جائے جو کہ زمانہ خیر القرون مین جو کسی دلیل
اربعہ سے اُسکا بنانہ چلے اور دین مین داخل بھی کیجائے اور یہ معنی جہر بالذکر پر صادق ہی نہین آسکتے کیونکہ جہر
خود حضور اقدس سے ثابت ہی اور اگر کوئی کہے کہ عید الفطر مین جہر کرنا حضور اقدس سے ثابت نہین ہی لہذا ہم باعتبار
معنی لغوی اِسے بدعت کہتے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ اگر اِس معنی سے بدعت ٹھہرے گی تو بدعت حسنہ ہوگی جیسے
تراویح نہ بدعت سیئہ۔ بدعت سیئہ تو وہی ہی کہ خدا اور رسول کے حکم سے خلاف ہو اور قرون ثلثہ مین بالکل اُسکا نام
و نشان نہو نہ صراحۃً نہ اشارۃً اور یہ خود حضرت عبد اللہ بن عمر سے کہ اکابر صحابہ سے ہین اور نہایت سے زیادہ متبع
سنت ثابت ہی چنانچہ عینی نے شرح کنز مین لکھا ہی پس سنت صحابہ مین سے ہی ایسے بدعت سیئہ کہنا بدعت سیئہ ہے
وجہ ششم دلیل پکڑنا آیہ کریمہ فی نفسک تضرعا و خفیہ طرفہ تماشا ہی اس لیے کہ خود امام اعظم رح نے تضرعا
و خفیۃ سے ذکر جہری و سری ثابت کیا ہی اور یہ لوگ اُسی آیت سے ممانعت جہر نکالتے ہین۔ اور اس سے
بڑھکر یہ ہی کہ امام مانع جہر کو تعزیر کا حکم دیتے ہین اور یہ لوگ اسکا بدعت سیئہ ہونا اُنکا مذہب بتاتے ہین دروغ
گویم برروے تو۔ اِس مسئلے کا حال بعینہ رفع سبابہ کا حال ہی کہ ائمہ ثلثہ کے نزدیک بالاتفاق سنت ہی جیسا کہ
امام محمد رح نے موطا مین اور امام ابو یوسف نے امالی مین فرمایا ہی اور فعل بھی اُنکا یہی تھا اسپر بھی بعض لوگ سے حرام ہی کہتے
جاتے ہین اور امام کا مذہب بتاتے ہین جیسا کہ خلاصہ کیدانی وغیرہ سے ظاہر ہی کنز العباد مین ہے اگر گویند علما گفتہ اند
التکبیر بالجہر بدعۃ جواب آنکہ نمی شود کہ کل جہر بالتکبیر بدعت باشد زبراے آنکہ بعض جہر بالتکبیر واجب و بعض
سنت چنانچہ در علم فقہ مسطور است پس این جملہ در قوت جزئیہ ست پس تقدیر چنان شود کہ بعضے تکبیر بدعت باشد
و بعضے بدعت نیست سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون و سلام علی المرسلین و الحمد للہ رب العالمین

الحمد للہ کہ رسالہ عجالہ باہتمام ناتمام فتح محمد تائب چھپکر تیار ہو گیا

2685